



جامعة التقوى الاهوازية



ربيع الاول ١٤٣٢ھ / اکتوبر 2022ء

- تورات میں آنحضرت ﷺ کی علامات
 میادانی علیہ السلام اور علمائے دین بند کا مسلک
 رثاں جیندرا یکٹ
 اسلام کا تصور عدل
 مجید: امت سلمہ کی روحاںی و فکری رہنمائی کا مرکز
 مصنوعات میں شامل ٹکلوک چیزیں
 یہ اہل جہاں بتائیں گے کیا دیا ہے ہم نے علم کو

سیلاب متاثرین کی ابتدائی امداد سے مکمل بحالی تک کا سفر

داراللتقویٰ ۱۵ (جسٹرڈ) ٹرنسٹ کے سنگ

اب تک ہزاروں گھروں کی کفالت



نقد رقم کی تقسیم

خشک راشن

خشک دودھ

سلنڈرز

خیسے، ٹینٹ، چٹائیاں

مکانات کی جزوی تعمیر

مسجد و مدارس کی تعمیر

اور دیگر ضروریات زندگی کی اشیاء



مکان میں آپ کی امانت حقیقی مستحقین تک ہم پہنچائیں گے
+92 300 1582792



www.darultaqwa.org



[ijamiadarultaqwa](#)



ترجمان جامعہ دارالتقویٰ لاہور

ماہنامہ دارالتقویٰ لاہور

حضرت اقدس و اکرم مفتی عبدالواحد صاحب حفظہ اللہ علیہ

بدعاۓ

شمارہ 3

ربيع الاول ۱۴۳۲ھ / اکتوبر 2022ء

جلد 12

مجالس مشاورت

- حضرت مولانا ناثان صاحب
- حضرت مولانا ناصر شیریڈ صاحب
- حضرت مولانا جبیل الرحمن صاحب

مجالس ادارت

- مفتی محمد اسماعیل صاحب
- مولانا ذوالکفل صاحب

حضرت مولانا یوسف خان صاحب مظلہ

نیپر سرپرستی

حضرت مولانا اویس احمد صاحب مظلہ

مدیر

مولانا عبدالودود ربانی صاحب

مدیر مسئول

Email Address

Monthlydarultaqwa@gmail.com

اس دائرے میں سرخ نشان
مدت خریداری کے ختم ہونے کی ملامت ہے

فی شمارہ: 50 روپے
سالانہ بدل خرچ: 600 روپے

مطبع: شرکت پرنٹنگ پریس

خط و کتابت کا پتہ

دفتر ماہنامہ دارالتقویٰ جامع مسجد الہمال چوہری پارک لاہور

فون نمبر: 0304-4167581 04235967905
سالانہ رسالے کے اجراء کے لیے مذکورہ پتہ پر مفتی آرڈر کریں

مقام اشاعت

جامع مسجد الہمال
چوہری پارک لاہور

بینک اکاؤنٹ نمبر

1591001820660001

ٹائشل اکاؤنٹ دارالتقویٰ ٹرست
ایم آئی بی (مسلم کرشن بینک)

ماہنامہ دارالتقویٰ لاہور

اکتوبر 2022ء

فہرست

حرف اولیں

ٹرانس جینڈر ایکٹ اسلامی تعلیمات کے منافی

5

مولانا عبدالودود ربانی صاحب

درس حدیث

13

مولانا بدر عالم میرٹھی

تورات میں آنحضرت ﷺ کی علامات

مقالات مضمین

15

مولانا اوریس کاندھلویؒ

ولادت با سعادت

18

مولانا یوسف بنوری

مسجد: امت مسلمہ کے نشاط اور روحانی و فکری رہنمائی کا مرکز

25

مفہوم عبد الرؤوف سکھروی صاحب

میلاد النبی ﷺ اور علمائے دیوبند کا مسئلک

30

مولانا اوریس احمد صاحب

ٹرانس جینڈر ایکٹ

34

مفہوم عابد شاہ

مصنوعات میں شامل مشکوک چیزیں

37

پروفیسر ڈاکٹر عبد الجبار شاکر

اسلام کا تصور عدل

47

مفہوم محمد فیض بالا کوئی

وفاقی شرعی عدالت کے حالیہ فیصلے کے خلاف اسٹیٹ بنسک کی اپیل

54

سفیان علی فاروقی

یا اہل چنوں بتائیں گے کیا دیا ہے ہم نے عالم کو

سوائج

سوائج حضرت حاجی عبدالوهاب صاحبؒ

58

مولانا مذوا لاکفل صاحب

مسائل

آپ کے مسائل اور ان کا حل

62

دارالافتاء وتحقیق

حرف اولیں

ٹرانس جینڈر ایکٹ اسلامی تعلیمات کے منافی ہے

2018ء میں مسلم لیگ نون کی حکومت کے آخری دنوں میں ”خواجہ سرا“ کے حقوق کی آڑ میں پیپلز پارٹی نے ایک بل پیش کیا۔ مسلم لیگ ن، پاکستان پیپلز پارٹی، تحریک انصاف اور تمام ابرل پارٹیوں نے (اپنے تمام سیاسی اختلافات بھلا کر) اس بل کی حمایت کی اور یوں یہ بل، ایک یعنی قانون کی حیثیت اختیار کر گیا اسے ٹرانس جینڈر ایکٹ کا نام دیا گیا۔ ٹرانس جینڈر ایکٹ بنیادی طور پر تیسری جنس سے تعلق رکھنے والوں کو اپنی جنس کا انتخاب اور اس شناخت کو سرکاری دستاویزات میں شامل قومی شناختی کارڈ، پاسپورٹ اور ڈرائیورنگ لائسنس میں تسلیم کرنے کی اجازت دینے کے علاوہ خواجہ سراوں کے سکولوں، کام کی جگہ، نقل و حمل کے عوامی طریقوں اور طبی دلکش بھال حاصل کرنے کے دوران امتیازی سلوک سے منع کرتا ہے اور اس کے علاوہ یہ قانون مخت افراد کو ووٹ دینے یا کسی عہدے کے لیے انتخاب لڑنے کا حق دینے، اور ان کی جنس کے مطابق وراثت میں ان کے حقوق کا تعین کرنے اور حکومت کو جیلوں یا حوالاتوں میں مخت افراد کے لیے مخصوص جگہیں اور پرولئکشن سینٹر اور سیف ہاؤسز قائم کرنے کا پابند بناتا ہے۔

یہاں تک تو اس قانون میں کوئی خرابی نہیں ہے خواجہ سرا بھی انسان ہیں، اسی معاشرے کا حصہ ہیں اور بنیادی انسانی حقوق ان کا حق ہے۔ لیکن خرابی کی جڑ اس میں شامل کچھ متنازع عہدیں ہیں جو غیر اسلامی تو ہیں ہی غیر فطری بھی ہیں اور معاشرے میں ہم جنس پرستی کو فروغ دینے اور اسے تحفظ فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ دیگر کئی معاشرتی خرابیوں کا موجب بنیں گی۔ جیسا کہ اس بل کی شق نمبر 3 اور اس کی ذیلی شق نمبر 2 میں کہا گیا ہے کہ کسی بھی شخص کی جنس کا تعین اس کی اپنی مرضی کے مطابق ہو گا۔ یہاں سے ہم جنس

پرستی کی راہ ہموار ہوتی ہے۔ اب اگر کوئی مرد سے شادی کرنا چاہے تو وہ نادر امیں جا کر ایک جھوٹا بیان حلقوی جمع کروائے کہ مجھ میں عورت کی حیات پیدا ہو چکی ہیں۔ نادر بغیر کسی میڈیکل چیک اپ کے اس کے جھوٹے بیان حلقوی کی بنیاد پر اسے عورت کا شناختی کارڈ جاری کر دے گا۔ حالانکہ مادر پدر آزاد معاشرے برطانیہ میں بھی ایسا کرنے کے لیے میڈیکل کی شرط موجود ہے، لیکن ہم نے اس معاملے میں برطانیہ کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ اس قانون کی ایسی ہی شقوق کی بدولت اس کا منفی استعمال کیا جا رہا ہے۔ نادر کے ریکارڈ کے مطابق صرف تین سال کے قلیل عرصے میں 29000 درخواستیں موصول ہوئیں، جن میں 16530 مردوں نے اپنی جنس عورت میں تبدیل کروائی، 15154 عورتوں نے اپنی جنس مرد میں تبدیل کروائی اور جن کے لیے قانون بنایا گیا تھا، یعنی جن کی آڑ لی گئی تھی، جن کے تحفظ کا پر چار کیا گیا تھا، ان کی کل 30 درخواستیں موصول ہوئیں۔ ان میں 21 خواجہ سراوں نے مرد کے طور پر اور 9 نے عورت کے طور پر حیثیت اختیار کی۔ مملکت پاکستان کا آئین قرآن و سنت کے منافی کسی قانون کی قطعاً اجازت نہیں دیتا ہم اس قانون کی سختی سے مذمت کرتے ہیں اور حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ فی الفور اس قانون کو واپس لیا جائے اور اسلامی نظریاتی کو نسل کی معاونت سے اس قانون کی غیر اسلامی اور غیر شرعی شقوق کو واپس لیا جائے، جس کی تعین کے لیے فرد کے ذاتی بیان کو کافی نہ سمجھا جائے بلکہ اسے اعلیٰ سطح کے میڈیکل بورڈ کے سرٹیفیکٹ سے مشروط کیا جائے۔ نوٹ: اس ممتازہ قانون کو تفصیل سے پڑھنے اور اس کی حسناءیوں اور خامیوں کو جاننے کے لیے اندرجنسی صفحات پر تفصیلی مضمون ملاحظہ فرمائیں۔

سیالاب متاثرین کی بحالی۔ مربوط کوششوں کی ضرورت

غم خواری، ہمدردی، ایثار، محبت، مدد اور سخاوت کے جذبات ہی انسان کو دیگر مخلوقات سے ممتاز کرتے ہیں اور انسان کو اشرف الخلوقات کا درجہ دیتے ہیں۔ مصیبت میں گھرے لوگوں کی مدد اور ان سے ہمدردی انسانی جبلت میں ہے۔ یہ انسانی فطرت کا خاصہ ہے کہ وہ دوسروں کے دکھ درد میں شریک ہوتا ہے اور ان کی تکلیف کو محسوس کرتا ہے۔ اسلام انسانیت کی بلا تفریق خدمت کی تلقین کرتا ہے ضرورت مندوں اور مصیبت زدہ لوگوں کی مدد اسلام کی بنیادی تعلیم کا خلاصہ ہے۔ 2005 کا تباہ کن زلزلہ ہو یا 2010 کا

سیالاب، پاکستانی قوم نے ہمیشہ مواغات مدینہ کی یادتاڑہ کی ہے، اپنے بھائیوں کو کسی بھی مصیبت کی گھڑی میں تھا نہیں چھوڑا۔ حالیہ سیالاب میں بھی اندرون و بیرون ملک پاکستانیوں کی سیالاب زدگان کے لیے خدمات قابل تاثر ہیں۔ مدارس دینیہ اور دینی جماعتوں نے جس جذبے اور ایثار کا ثبوت دیا ہے ناقابل بیان ہے۔ مدارس کے طلباء اور دینی جماعتوں کے رضا کار متاثرین کی امداد اور یسکیو کے لیے ان جگہوں تک پہنچ ہیں جہاں پہنچنا تقریباً ناممکن تھا، اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے آمین۔

ماہرین کے مطابق گذشتہ 30 سال کے دوران سیالاب اور بارشوں سے ہونے والی سب سے بڑی تباہی ہے جس نے لاکھوں افراد کو بے گھر کر دیا ہے اور یہ سب افراد اپنے معمول کے روزگار اور وسائل سے بھی محروم ہو گئے ہیں کیونکہ ان کے مال مowیشی پانی میں بہہ گئے ہیں اور فصلیں تباہ ہو چکی ہیں، نہیں نہ صرف گھروں میں دوبارہ آباد کرنا ایک بڑا مسئلہ ہے بلکہ ان کے لیے روزگار کی فراہمی اور نہیں دوبارہ پاؤں پر گھٹرا کرنا بھی بہت بڑا چلنچ ہے۔ حکومتی رپورٹ کے مطابق سیالاب کے نتیجے میں کم از کم 10 ارب ڈالر کا نقصان ہوا ہے اور امداد سے لے کر بھائی تک کم از کم 30 ارب ڈالر درکار ہوں گے۔ متاثرہ علاقوں میں تعمیر نو اور بحالی کے عمل میں پانچ برس لگ سکتے ہیں۔ فی الحال تو یسکیو کا کام جاری ہے۔ بڑا چلنچ پانی کے اتر جانے کے بعد رپیش ہو گا جب بحالی کا کام شروع ہو گا۔

سردیوں کا موسم سر پر ہے، متاثرین سیالاب کو سرد موسم سے بچنے کے لئے کبل، چادریں اور گرم کپڑے وغیرہ درکار ہونگے۔ نجانے اس کیلئے کوئی منصوبہ بندی ہو رہی ہے یا نہیں۔ اس مرحلے سے شکنے کے بعد سیالاب متاثرین کی آباد کاری کا مسئلہ روپیش ہو گا۔ وہ ایک نہایت مشکل کام ہے۔ ہماری حالت یہ ہے کہ مظفر آباد میں آنے والے زلزلے کو 17 برس بیتھ کرے ہیں۔ ابھی تک ہم تمام زلزلہ متاثرین کی آباد کاری یقینی نہیں بن سکے۔ اس اہم موضوع پر غور ہونا چاہیے۔ مگر یہاں غور و فکر کرنے کی فرصت کسے ہے؟ مشکل کی اس گھڑی میں سیالاب متاثرین کی امداد کیلئے مربوط کوششوں کی ضرورت ہے، لیکن ارباب اختیار باہمی جھگڑوں میں الجھے ہوئے ہیں۔ کوئی کرسی حاصل کرنے کے لئے مراجا رہا ہے اور مصیبت میں گھرے لوگوں کو اس مشکل سے نکالنے کے لیے اپنی جماعت اور ٹانگر فورس کو تحرک کرنے کی بجائے جلسہ جلسہ کھیل رہا ہے اور کوئی کرسی بچانے کیلئے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔ کاش ہم غور کریں کہ اس نازک وقت میں ہم اس وقت کن کھیل تماشوں میں الجھے ہوئے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ پاکستانی قوم صدقات اور عطیات دینے کے حوالے سے پہچانی جاتی ہے۔ کوئی مصیبت ہو، کوئی قدرتی آفت ہو، کوئی امدادی سرگرمی ہو، قوم دل کھول کر اس میں حصہ لیتی ہے ہماری فلاجی و سماجی تنظیموں، سیاسی و مذہبی جماعتوں اور دینی مدارس متاثرہ علاقوں میں امدادی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں ہمارا یہ شعبہ متحرک نہ ہوتا تو سیالب زدگان کی مشکلات ناقابل بیان ہو سکتی تھیں۔ فوج، اینڈی ایم اے، پیڈی ایم اے، حکومتی متعلقہ ادارے، سب اپنی جگہ کام کر رہے ہیں، وفاتی و صوبائی حکومتوں نے مالی امداد کا اعلان بھی کیا ہے۔ لیکن کیا یہ اچھا ہے، ہو بلکہ، بہت اچھا ہو کہ امداد جمع کرنے، بانٹنے، اور شفافیت یقینی بنانے کے حوالے سے کوئی مرکزی نظام وضع کر لیا جائے، کم از کم کوئی مشترکہ لائچ عمل ہی طے کر لیا جائے۔ اس وقت اشد ضرورت اس بات کی ہے کہ ان سرگرمیوں کو مربوط اور منظم بنایا جائے، کورونا کی طرح اس قدرتی آفت پر پیشہ کمانڈ اینڈ آپریشن سٹریٹ کے ذریعے یا اس طرز پر ادارہ قائم کر کے قابو پایا جاسکتا ہے۔ تمام رقوم اور اشیائے ضروریہ ایک جگہ اکٹھی ہوں۔ دیکھا جائے کہ فلاں شہر، فلاں گاؤں، فلاں علاقے میں امداد کی زیادہ ضرورت ہے۔ فلاں جگہ پر ادویات کی ضرورت ہے۔ فلاں جگہ پر کپڑوں اور راشن کی فراہمی درکار ہے فلاں جگہ حاملہ خواتین اور شیرخوار بچوں کی امداد ضروری ہے۔ تاکہ امدادی سرگرمیوں کا دائرہ صرف چند علاقوں تک محدود نہ رہے بلکہ پورے ملک میں جہاں جہاں سیالب اور بارشوں سے تباہی ہوئی ہے وہاں تک پھیل جائے۔ یہ شکایات کثرت سے موصول ہو رہی ہیں کہ بربک آباد بستیوں کے مکینوں کو تو راشن اور دیگر امداد اتنی کثرت سے مل چکی ہے کہ سال بھر کاراشن ذخیرہ کرنے کے بعد باقی بازاروں میں نیچے رہے ہیں اور بار بار انہیں کوئی رہی ہے جب کہ دور دراز علاقوں اور چاروں طرف سے پانی میں گھرے انسان ایک ایک لقے اور بوند بوند پانی کو ترس رہے ہیں یہ ہماری بدانظای کا نتیجہ ہے اور ایسا فلاجی تنظیموں اور حکومتی اداروں میں باہمی عدم رابطہ اور ایک مضبوط مرکزی نظام کے نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔

حکومت کو چاہئے کہ اس مقصد کے لیے فوری ایک قومی کانفرنس طلب کرے جس میں فوج، امداد کے لیے سرگرم فلاجی تنظیموں، پیشہ ڈیزاٹر مینجنمنٹ اخواری، معاشرے کے مตول طبقوں کے نمائندہ افراد اور دیگر متعلقہ اداروں اور سٹیک ہولڈرز کو بھی بلا یا جائے، حکومت اس کانفرنس میں سیالب کی تباہ کاریوں اور

متاثرین کی بحالی کے طریقہ کار سے آگاہ کرے اور اس کے لیے درکار وسائل کی نشاندہی کر کے اُن کے حصول کا ذریعہ اور منصوبہ بنائے، اس سلسلے میں کون کیا کر سکتا ہے، اسے ایک مرکزی کمائڈ انڈ کنٹرول سسٹم کے تحت کر کے مکمل وضاحت کر دی جائے تاکہ مربوط کو شوں سے اس قومی نقصان کے ازالے کی راہ نکالی جاسکے۔ اگر حکومت کوئی ایسا مرکزی کمائڈ کنٹرول سسٹم نہیں بناتی تو پھر ایک صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ایسے فلاجی ادارے اور جماعتیں جن کے پاس وسائلِ محدود اور افرادی قوت کم ہے انہیں چاہئے کہ بڑے اداروں پر اعتماد کریں اور اپنا جمع شدہ سامان اور نقدی ان کے حوالے کر دیں، کیونکہ ہر تنظیم اور جماعت کے پاس کشتیوں کی سہولت اور تجربہ کار رضا کاروں کی ٹیم نہیں ہے جو پانی کے اندر تک جا کر ریسکیو کر سکے یا امداد پہنچا سکے اس لیے بڑے اداروں پر اعتماد کرنا ناگزیر ہے۔ اس سے ٹرانسپورٹیشن کے اخراجات بھی کم ہوں گے اور امداد سروے کے مطابق مستحقین تک پہنچ پائے گی۔ بڑے اداروں کو بھی باہم رابطے میں رہنے کی ضرورت ہے تاکہ کچھ چلتا رہے کہ کن علاقوں میں کس حد تک کام ہو چکا ہے اور کون سے علاقے ابھی باقی ہیں۔ اب ہم مختصر اچنڈ تجاویز کا ذکر کریں گے جن پر عمل پیرا ہو کر ہم طوفانی بارشوں، سیلاب کی تباہ کاریوں اور موسمیاتی تبدیلیوں سے لاحق خطرات سے نج سکتے ہیں۔

بہتر منصوبہ بندی اور چھوٹے بڑے ڈیم بناانا ناگزیر ہے

قدرتی آفات کا انکار نہیں، تیزی سے رونما ہوتی موسمیاتی تبدیلیاں بھی ایک خوفناک حقیقت ہیں، لیکن کیا وجہ ہے کہ ہر بار مون سون میں پیشگی اطلاعات اور الرٹس کے باوجود کروڑوں عوام مصائب و آلام کا شکار بن جاتے ہیں یا بنادیے جاتے ہیں؟ ہر سیلاب آنے کے بعد ہونے والے ریلیف انڈ ریسکیو آپریشن، امدادی کیمپوں کا قیام، راشن کی تقسیم، شیلر زکی فراہمی سمیت ہلاک افراد کے لواحقین کی مالی مدد قابل تحسین اقدامات تو ہیں، لیکن سوال یہ ہے کہ اربوں روپے کا جو تجھیں سیلاب متاثرین کی امداد اور بحالی کے لیے لگایا جاتا ہے اگر انہی رقم اور فنڈ زیلاب آنے سے پہلے کے انتظامات پر خرچ کر دی جائے تو قباحت کیا ہے؟ بارشیں دنیا بھر میں ہوتی ہیں اور سیلاب بھی آتے ہیں لیکن ان سے ہونے والے نقصان کو کنٹرول کرنے کے لیے وہاں کی حکومتیں اور ادارے منصوبہ بندی کرتے اور قوم مختص کرتے ہیں۔ مثال

کے طور پر چین ہر سال اپنے سالانہ بجٹ میں بڑی رقم رکھتا ہے۔ 2017ء کے سالانہ بجٹ میں سیالابی صورتحال کے منصوبوں کے لیے 144 بلین ڈالر مختص کیے اس سال بھی چین کے بعض صوبوں میں پاکستان سے بڑا سیلا ب آیا مگر منصوبہ بندی کے باعث جانی نقصان نہیں ہوا اور ساتھ ہی افراد کی منتقلی کا کام بھی خوش اسلوبی سے انجام دیا گیا۔ چین نے نہ کسی سے امداد مانگی نہ اس کے زیادہ تذکرے میڈیا پر آئے۔ چین نے اپنے ملک میں پانی ذخیرہ کرنے کے لیے 23 ہزار ڈیم بھی بنارکھے ہیں، وہ تبت میں بھی ایک بڑا ڈیم بنارہا ہے۔ انڈیا میں پانچ ہزار کے قریب ڈیم ہیں امریکہ میں نو ہزار ترکی میں ایک ہزار، ایران میں چھ سو اور زمبابوے میں 256 ڈیز ہیں۔ پاکستان میں سالانہ 140 ملین ایکڑ فٹ پانی آتا ہے اور ہم صرف 13 اعشار یہ 5 ملین ایکڑ فٹ پانی ملک کے 150 چھوٹے ڈیموں میں ٹھوکر کر پاتے ہیں۔ موسمیاتی و ماحولیاتی تبدیلیاں جس تیزی کے ساتھ دنیا کو متاثر کر رہی ہیں اس خطرے کے پیش نظر سائنسدانوں نے وارنگ جاری کر رکھی ہے کہ گلیشیز تیزی سے پگھل رہے ہیں اور مستقبل قریب میں اس سے بڑے سیلا ب آئیں گے۔ مستقبل قریب ہو یا بعد آفات سے بچنے کے لیے منصوبہ بندی کرنا ضروری ہے۔ بارش خدا کی رحمت ہے رحمت خداوندی کو ہماری بدانظامی زحمت میں بدل دیتی ہے۔

جب بھی ملک کو سیالابی صورتحال کا سامنا ہوتا ہے تو کالا باغ ڈیم کے لیے آوازیں اٹھتی ہیں لیکن مشکل وقت گزر جانے کے بعد یہ آوازیں پھر ماند پڑ جاتی ہیں۔ مجموعی طور پر دیکھا جائے تو کالا باغ ڈیم بہت سے مسائل حل کرنے میں معاون ثابت ہو سکتا ہے۔ بڑے پیمانے پر پانی کو محفوظ کر کے ملک کے بیشتر علاقوں کو سیلا ب کی صورتحال سے بچایا جاسکتا ہے، سستی بجلی بھی بنائی جاسکتی ہے لیکن کالا باغ ڈیم کے حوالے سے صوبوں کے جو خدشات ہیں انہیں ختم کرنا ضروری ہے۔ یہ بات سمجھانے کی ضرورت ہے کہ مفتری ہی علاقے کالا باغ ڈیم بننے سے نہیں بلکہ ڈیم نہ بننے کے باعث ڈوبنے کے خطرے سے دو چار رہیں گے۔ نیز اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ بڑے ڈیموں کی ساتھ چھوٹے ڈیموں کی تعمیر پر بھی توجہ دی جائے۔ پانی کو محفوظ بنانے کے لیے ڈیموں کی تعمیر ناگزیر ہو چکی ہے۔ ندی نالوں اور چھوٹے دریاؤں کا سیالابی پانی ڈیموں میں آئے گا تو اس کی رفتار بھی کم ہو گی اور ضرورت کے مطابق اخراج کر کے شہروں اور

دیہاتوں کو نہ صرف ڈوبنے سے بچایا جاسکے گا اور سال بھر زراعت بھی کی جاسکے گی۔ یوں سیلابی پانی ہمارے لیے موجب رحمت بن جائے گا۔ 2023 میں پاکستان کے متعلق پیشگوئی ہے کہ وہ آبی بحران کا شکار ہو جائے گا کیوں کہ بھارت نے ہمارے حصے کے دریاؤں پر بھی ڈیم بنانے کا ہمارا پانی روک دیا ہے پھر وہ مون سون میں پانی چھوڑ کر ہمیں سیلابی صورتحال سے دوچار کر دیتا ہے اس آبی دہشت گردی کا توڑ چھوٹے ہٹے ڈیزیز کی تعمیر ہے۔ دیا میر بھاشاذ ڈیم کو جلد از جلد مکمل کرنے کی ضرورت ہے اس کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو ترجیحی

بنیادوں پر دور کرنا از حد ضروری ہے۔ ہمارے ایک سابق چیف جسٹس تو ڈیم فنڈ کے نام سے اربوں روپے اکٹھے کر کے رخصت ہو چکے۔ قوم کو اس فنڈ کے بارے میں کچھ اتنا پتا نہیں۔ بھارت کو اس ڈیم سے اللہ واسطے کا بیر ہے۔ وہ شور مچاتا ہے کہ پاکستان کشمیر کے متنازع علاقوں میں ڈیم تعمیر نہیں کر سکتا جبکہ خود اس نے مقبوضہ کشمیر کی چھوٹی سی وادی میں درجنوں ڈیم تعمیر کیے ہیں۔ وہ دریائے جہلم کے پانی کا رخ بھی موڑ نے کی کوشش میں مصروف ہے۔ بھارت کو کشمیر کی متنازع حیثیت کا بھی کوئی خیال نہیں۔ بہر حال پاکستان کو اپنے مفاد میں فصل کرنے ہیں اور اب اگر دیا میر بھاشاذ ڈیم کا فیصلہ ہو چکا ہے تو ہمیں اس پر یکسو ہو جانا چاہیے۔ عالمی مالیاتی ادارے اس ڈیم کی تعمیر کے لیے فنڈ نگ پر رضا مندی کا اظہار کر چکے ہیں۔ پاکستان کا فرض یہ ہے کہ وہ اس ڈیم کی تعمیر میں مصروف چینی ماہرین کی سکیورٹی یقینی بنائے۔ نئے ڈیم صرف سیلاب کی روک تھام کے لیے ہی نہیں بلکہ آب پاشی کے لیے بھی ناگزیر ہیں۔ ان ڈیموں سے اس قدر سستی بھلی پیدا ہو سکتی ہے کہ لوگ تھرمل منصوبوں کی وجہ سے مہنگی ترین بھلی کے ہوش بابلوں سے محفوظ ہو سکتے ہیں۔ اس کے لیے ایک بھاشاذ ڈیم نہیں، ہمیں سینکڑوں چھوٹے ہٹے ڈیم بنانے کی منصوبہ بندی فی الفور شروع کر دینی چاہیے۔ اس معاملے کو قومی ترجیحات میں اولین حیثیت نہ دی گئی تو خاکم بدہن ہر چند سال بعد ہمیں ایسی صورتحال کا سامنا کرنا پڑتا رہے گا۔

دارالتووی ٹرست سیلاب متاثرین کی ”امداد سے بحالی تک“ کی خدمات میں پیش پیش الحمد للہ دارالتووی ٹرست ابتداء سے ہی سیلاب متاثرین کو رسکیو کر کے محفوظ مقام تک منتقل کرنے، انہیں پانی، راشن خیمے، کپڑے، جوتے اور ادویات سمیت ضروریات زندگی کی دیگر اشیاء پہنچانے میں پیش

پیش رہا ہے پنجاب کے جنوبی علاقوں سے لے کر بلوچستان کے دور دراز ریگستانوں تک اور اندر وون سندھ سے لے کر تھر کے صحرائوں تک امدادی کام جاری ہے، جامعہ دارالتقوى کے اساتذہ طلباء اور دارالتقوى ٹرسٹ کے رضا کار خدمت کے جذبے سے سرشار آج بھی متاثرہ علاقوں میں خدمات انجام دے رہے ہیں، اب تک اشیائے ضروری سے لدے درجنوں ٹرک اور لوڈر گاڑیاں تقسیم کی جا چکی ہیں۔ اب سیلا بے سے متاثرہ علاقوں کی صورتحال کافی حد تک پہلے مرحلے (راشن، خوارک وغیرہ) سے نکل چکی ہے۔ اب لوگ بہتر ہو رہے ہیں، دوبارہ روٹین کی زندگی میں آرہے ہیں، ایسے میں میرے خیال کے مطابق امدادی کاموں کا اصل وقت اب شروع ہوا ہے۔ اس وقت لوگوں کی بڑی ضرورت انکی چھپت ہے، روزانہ کے کام کا جلدی بحال ہو جاتے ہیں لیکن گھر کی چھپت بنانے میں سالوں کی جمع پوچھی درکار ہوتی ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ اپنے متاثرہ بھائیوں کے ساتھ اس موقع پر ایک وتدم اور آگے بڑھائیے۔ دارالتقوى ٹرسٹ کے تحت ابھی تک جہاں جہاں امدادی کام ہوا ہے وہاں اب گھروں کی تعمیر کے حوالے سے پروجیکٹ شروع ہو چکا ہے۔ ابتدائی مرحلے میں نصف اور مکمل گھر کی تعمیر کا منصوبہ شروع ہو گا۔ امداد کا کام تونس سے کام شروع کیا گیا تھا اور الحمد للہ بھائی کے سفر کا آغاز بھی تونس سے ہی کیا گیا ہے۔ یہ آپ کا بہترین صدقہ جاریہ ہے۔ جہاں آپ نے پہلے امدادی ٹھہر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اب بھائی کے سفر میں بھی ہمارے ساتھ چلیے۔

اللہ تعالیٰ تمام معاونین کے رزق میں برکت، رضا کاروں کو جزائے خیر اور سیلا بمتاثرین کو بہتر

نعم البدل عطا فرمائے آمین

والسلام

عبدالودود ربانی

مدیر مسؤول

تورات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی علامات

مولانا بدر عالم میرٹھی رحیم غفاری

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی غلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا وہ بیمار پڑ گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس عیادت کے لیے تشریف لے گئے دیکھا تو اس کا باپ سراہنے بیٹھا ہوا تورات پڑھ رہا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا اے یہودی تجھے اس خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ سلام پر تورات نازل فرمائی کیا میری نعمت و صفت اور میری آمد کہیں تجھے تورات میں ملتی ہے؟۔

اس نے کہا نہیں

لڑکا بولا خدا کی قسم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیوں نہیں

ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمت و صفت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا ذکر سب چیزیں تورات میں ملتی ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کوئی نہیں مگر ایک اللہ اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ اس یہودی کو اس کے سراہنے سے اٹھا دوا اور اپنے بھائی کی تجهیز و تکفین کے تم خود متنگفل ہو۔

حضرت علی بن ابی طالب سے روایت ہے کہ ایک یہودی کے متعلق یہ مشہور تھا کہ فلاں یہودی بڑا عالم ہے



نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ سَلَامٌ پر اس کے کچھ دینا رفرض تھے اس نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ سَلَامٌ سے تقاضہ کیا
آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ سَلَامٌ نے فرمایا اے یہودی تیرے دینے کے لیے اس وقت تو میرے پاس کچھ نہیں ہے
وہ بولا اے محمد (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ سَلَامٌ) میں آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ سَلَامٌ سے اس وقت تک جدا نہیں ہوں گا جب تک کہ
آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ سَلَامٌ میرا قرض ادا نہ کریں

آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ سَلَامٌ اس کے پاس بیٹھ گئے اور ظہر، عصر اور مغرب وعشاء اور صبح کی نمازیں
وہیں ادا کیں، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ سَلَامٌ کے صحابہ رضی اللہ عنہم (چکے چکے) اسے دھمکیاں دیتے اور ڈراتے تھے
نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ سَلَامٌ نے صحابہ کی اس حرکت کو محسوس فرمایا تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ سَلَامٌ ایک
یہودی اور آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ سَلَامٌ کو روکے بیٹھا ہے۔

آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ سَلَامٌ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پروردگار نے مجھے اس بات سے منع کیا ہے کہ میں معاهد
یا کسی اور شخص کا حق دباوں۔

جب دن چڑھ گیا تو یہودی نے کہا میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ خدا کوئی نہیں مگر اللہ اور اس
بات کی کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ سَلَامٌ بلاشبہ اللہ کے رسول ہیں لیجئے میرا نصف مال، اللہ کے راستے میں ہے، خدا کی قسم جو
حرکت بھی میں نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ سَلَامٌ کے ساتھ کی تھی وہ صرف اس لیے تھی کہ جو صفت آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ سَلَامٌ کی تورات
میں موجود تھی میں اس کو آزماد بکھوں۔

محمد بن عبد اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ سَلَامٌ ان کی پیدائش کی جگہ مکہ مکرمہ اور بحررت کی مدینہ ہے اور ان کا ملک
شام تک ہے وہ سخت زبان، سخت دل، بازاروں میں شور مچانے والے، فحش اور بیہودہ گوئی سے متصف
نہیں، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ خدا کوئی نہیں مگر ایک اللہ اور بلاشبہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ سَلَامٌ اللہ تعالیٰ کے
رسول ہیں۔

لیجئے میرا مال حاضر ہے اب آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ سَلَامٌ اس میں اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق جس طرح
چاہیں حکم فرمائیں۔



ولادت با سعادت

مولانا ادریس کاندھلوی

سرور عالم سید ولد آدم محمد مصطفیٰ احمد جبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسَّمْعُونَ بارک سلم و شرف و کرم و اتعہ فیل کے پچاس یا پچپن روز کے بعد بتاریخ 8 ربیع الاول یوم دوشنبہ مطابق اپریل 570 عیسوی مکہ مکرمہ میں صح صادق کے وقت ابو طالب کے مکان میں پیدا ہوئے۔

ولادت با سعادت کی تاریخ میں مشہور قول تو یہ ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم 12 ربیع الاول کو پیدا ہوئے لیکن جہور محدثین اور مورخین کے نزدیک راجح اور مختار قول یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم 8 ربیع الاول کو پیدا ہوئے، عبداللہ بن عباس اور جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہم سے بھی یہی منقول ہے اور اسی قول کو علامہ قطب الدین قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا ہے۔

عثمان ابن ابی العاص رضی اللہ علیہ کی والدہ، فاطمہ بنت عبداللہ فرماتی ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت حضرت آمنہ کے پاس موجود تھی تو اس وقت یہ دیکھا کہ تمام گھر نور سے بھر گیا اور دیکھا کہ آسمان کے ستارے جھکے آتے ہیں یہاں تک کہ مجھ کو یہ گمان ہوا کہ یہ ستارے مجھ پر آگریں گے۔

عرباض بن ساریہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والدہ ماجدہ نے ولادت با سعادت کے وقت ایک نور دیکھا جس سے شام کے محل روشن ہو گئے یہ روایت منسداحمد اور متدرک حاکم میں مذکور ہے، ابن حبان فرماتے ہیں کہ روایت صحیح ہے اور اسی کے ہم معنی منسداحمد میں ابو امامہ سے بھی مروی ہے، (فتح الباری باب علامات النبوة فی الاسلام قال اہمیتی رواد احمد و اساندہ حسن ولہ شواهد تقویہ و روادہ الطبرانی) اور

رائیک روایت میں ہے کہ بصری کے محل روشن ہو گئے۔

نکتہ: ستاروں کے زمین کی طرف جھک آنے میں اس طرف اشارہ تھا کہ اب عنقریب زمین سے کفر اور شرک کی ظلمت اور تاریکی دور ہو گی اور انوار و ہدایت سے تمام زمین روشن اور منور ہو گی، کما قال اللہ تعالیٰ۔
ترجمہ: تحقیق تمہارے پاس اللہ کی جانب سے ایک نور ہدایت اور ایک روشن کتاب آئی ہے جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں کو ہدایت فرماتا ہے جو رضاحت کے طلب گار ہوں اور اپنی توفیق سے ان کو ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف لے آتا ہے۔

کعب احبار سے منقول ہے کہ کتب سابقہ میں نبی کریم ﷺ کی یہ شان ذکر کی گئی ہے۔

ترجمہ: محمد اللہ کے رسول کی ولادت مکہ میں ہو گی اور ہجرت مدینہ میں ہو گی اور ان کی حکومت اور سلطنت شام میں ہو گی۔ یعنی مکہ سے لے کر شام تک تمام علاقہ آپ ہی کی زندگی میں اسلام کے زیر گھنی میں آجائے گا چنانچہ شام آپ ﷺ ہی کی زندگی میں فتح ہوا، عجب نہیں اسی وجہ سے ولادت باساعت کے وقت شام کے محل دکھائے گئے ہوں اور بصری جو ملک شام کا ایک شہر ہے کو وہ خاص طور پر اس لیے دکھایا گیا ہے کہ علاقہ شام میں سے سب سے پہلے بصری ہی میں نور نبوت اور نور ہدایت پہنچا ہے اور ممالک شام میں سب سے پہلے بصری ہی فتح ہوا۔

اور عجب نہیں کہ شام کے محل اس لیے بھی دکھائے گئے ہوں کہ مجملہ چالیس کے تیس ابدال کہ جو تیس کے قدم ابرا ہیں پر ہیں ان کا مرکز اور مستقر شام ہی ہے اس لیے یہ نسبت دوسرے ممالک کے ملک شام خاص طور پر انوار و برکات کا معدن اور منبع ہے اس لیے ولادت باسعادت کے وقت شام کے محل دکھانے میں اس طرف اشارہ تھا کہ یہ ملک نور نبوت کا خاص طور پر تجلی گاہ ہو گا اور اسی وجہ سے آپ کو اولاً مکہ مکرمہ سے شام یعنی مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی گئی۔

قرآن پاک میں ہے:

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندہ کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی کہ جس کے گرد ہم نے برکتیں بچھادی ہیں۔

جس سے صاف ظاہر ہے کہ ملک شام میں جو مسجد قصیٰ کے ارد گرد واقع ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص برکتوں کو وہاں بچھا دیا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب عراق سے ہجرت فرمائی تو شام ہی کی طرف فرمائی اور قیامت کے قریب حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا آسمان سے نزول بھی شام ہی میں جامع دمشق کے منارہ شرقیہ پر ہو گا۔

اور نبی کریم ﷺ نے بھی قیامت کے قریب شام کی ہجرت کی ترغیب دی ہے (رواه الحاکم وابن حبان)

یعقوب بن سفیان بساناد حسن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے راوی ہیں کہ ایک یہودی مکہ میں بغرض تجارت رہتا تھا جس شب میں آپ ﷺ پیدا ہوئے تو مجلس میں قریش سے یہ دریافت کیا کہ اس شب میں کوئی لڑکا پیدا ہوا ہے؟

قریش نے کہا ہم کو معلوم نہیں

یہودی نے کہا کہ اچھا ذرا تحقیق تو کر کے آؤ آج شب میں اس امت کا نبی پیدا ہوا ہے، اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک علامت ہے (یعنی مہربوت) وہ دورات تک دودھ نہ پینے گا اس لیے کہ ایک جنی نے اس کے منہ پر انگلی رکھ دی ہے۔

لوگ فوراً مجلس سے اٹھے اور اس کی تحقیق کی معلوم ہوا کہ عبد اللہ بن عبد المطلب کے لڑکا پیدا ہوا ہے، یہودی نے کہا کہ مجھ کو بھی چل کر دھلاو۔

یہودی نے جب دونوں شانوں کے درمیان کی علامت (مہربوت) کو دیکھا تو یہوش ہر کر گر پڑا جب ہوش آیا تو یہ کہ نبوت بنی اسرائیل سے چلی گئی۔

اے قریش و اللہ ایم مولود تم پر ایک ایسا حملہ کرے گا جس کی بخیر شرق سے لے کر مغرب تک پھیل جائے گی، حافظ عسقلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کی سند حسن ہے اور اس واقعہ کے نظائر اور شواہد موجود ہیں جن کی شرح و تفصیل طویل ہے۔



مسجد: اُمتِ مسلمہ کے نشاط اور روحانی و فکری رہنمائی کا مرکز

مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے بھرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں اسلام کی پہلی دو مساجد کی بنیاد رکھی۔ ربع الاول کی تیرہ تاریخ کو ”مسجد قباء“ اور اٹھارہ تاریخ کو ”مسجد نبوی“ کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مساجد کی تعمیر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مل کر حصہ لیا۔ اسلام کی پہلی دو مساجد کا سنگ بنیاد چونکہ ماہ ربيع الاول میں رکھا گیا اسی مناسبت سے مساجد کی اہمیت فضیلت اور معماشیتے میں مساجد کے کردار کے حوالے سے محدث اعصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا تحریر کردہ ضمن مذکور شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔ ادارہ

محدث اعصر حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ وقیع مقالہ رابطہ عالم اسلامی کی طرف سے منعقد کی گئی کانفرنس ”موقر رسالت المسجد“ کے لیے عربی زبان میں تحریر فرمایا تھا، یہ کانفرنس رمضان المبارک ۱۴۹۵ھ مطابق ستمبر ۱۹۷۵ء میں پانچ روز جاری رہی۔ موضوع کی مناسبت سے حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقالہ میں مسجد کی اہمیت و فضیلت کے ساتھ ساتھ امام و خطیب کی ذمہ داری کو بھی اجاگر فرمایا۔ عنوان کی اہمیت کے پیش نظر اس مقالہ کا اردو ترجمہ قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

الحمد لله الذي جعل المساجد لإعلاء كلمة الله وإقامته التوحيد، والصلوة
والسلام على سيدنا محمدٍ خاتم النبيين الذي بثى المساجد أساساً لغلاج و خيرٍ و
إرشاد العبيدين. وعلى الله وصحابه الذين شيدوا معالمة التوحيد، ورفعوا رأياً مجيداً
الإسلام؛ فخاب كلُّ جبار عنيد، أمّا بعد:

شریعت اسلامیہ کا یہ حسن ہے کہ اس کا پیش کردہ ہر نظام جس مرتب انداز پر استوار ہے، وہ خوبی و

کمال کی اتنی نوعیتیں اپنے اندر سمویا ہوا ہے کہ انسانی عقل اس کے پیش کردہ نظام سے بہتر اور مکمل نظام کا تصور بھی نہیں کر سکتی، پس پنجگانہ نمازوں جو امت پر روزانہ فرض ہیں، بلاشبہ ایسی عبادت ہے جو خالص اللہ کی رضا کے لیے ہے۔ ان نمازوں کے مکمل شرات اور عمدہ برکات عظیم اجر و ثواب کی صورت میں تو جنت میں ہی ملیں گی، جہاں کی نعمتیں بے مش و بے نظیر ہیں۔ ہر نماز کے لیے اذان جیسے عظیم الشان مسنون عمل کے ذریعے لوگوں کو جمع کرنے کا حسین طریقہ مقرر کیا گیا، پھر ان نمازوں کے لیے خاص جگہیں ہیں، جن کا نام مساجد رکھا گیا۔ یومیہ پانچ مرتبہ لوگوں کے اس طرح جمع ہونے سے جہاں امت مسلمہ کے روحاںی اجتماع کا باعث بنا، وہیں اس کے ذریعے باہمی تعارف، الفت و محبت، اور افراد امت کو ایک دوسرے سے قریب ہونے کا موقع بھی فراہم کیا گیا۔

پھر محلہ کی مسجد میں ہونے والے اس پنج وقتی اجتماع کے دائرے کو جامع مسجد کے ذریعے مزید وسعت دی گئی۔ شکرانے اور خوشی کے دو تھواروں یعنی عید الغطر اور عید الاضحیٰ کے لیے کھلے میدان میں باجماعت نماز کا اجتماع مقرر کر کے اس دائرے کو مزید کشادہ کیا گیا، اور پھر ان تمام اجتماعات سے بڑھ کر حج بیت اللہ کا اجتماع مقرر کیا گیا۔ اگر امت مسلمہ کی جانب سے کما حقہ قدر دانی ہو تو شریعت کا عطا کردہ ہر نظام مسلمانوں میں دینی، اجتماعی اور ثقافتی روح بیدار کرنے کا بہترین ذریعہ ہے، اور اہل اسلام کو قدر دانی پر آمادہ کرنا چند امشکل نہیں۔ یہ مقصد ترغیب و تہییب، وعظ و نصیحت اور قدر دانی کرنے والوں کے اجر عظیم کا بار بار تذکرہ کر کے حاصل کیا جاسکتا ہے، اور اس طرح شوق دلا کر اگر لوگوں کو عمل پر آمادہ کیا جائے تو یہ ممکن ہی نہیں کہ جو شخص ان حقائق کو اچھی طرح جانتا اور سمجھتا ہو اور بلند کردار کا طالب ہو، وہ اُسے جانے کے بعد بھی احکام اسلام کی پاسداری نہ کرے۔ جماعت کے ساتھ نماز کی ادائیگی کے لیے ان با برکت مساجد کا نظام وہ نظام ہے کہ انسانی عقل اس سے ارفع اور بہتر نظام کو سوچ ہی نہیں سکتی۔ اس نظام کی مندرجہ ذیل بنیادی خصوصیات ملاحظہ کیجیے:

توحید، رسالت، آخرت اور نماز کی طرف دعوت

ایک شخص ایک سے زائد مرتبہ اللہ کی عظمت و جلالت اور اللہ کی توحید بیان کرتا ہے، اور حضور ﷺ کی

نبوت و رسالت کا اعلان کرتا ہے، پھر لوگوں کو نماز کی دعوت دیتا ہے جو ہر قسم کی ہدایت اور بھلائی کا منبع ہے، پھر اسی طرح اخروی کامیابی کی دعوت بھی دیتا ہے، اور بقول علامہ راغب اصفہانی کے ”جس کامیابی کی بقاء کوفنا کا، جہاں کی مالداری کو فقر کا، اور جہاں ملنے والی عزت کو ذلت کا کوئی اندیشہ نہیں، وہاں کا علم ہر جہل سے مبراء ہے۔“
 (المفردات فی غریب القرآن، مادہ: فوج، حصہ: ۳۸۵، المطبعة المیمنیة، مصر)

اس پر مزید اضافہ تیجیے کہ وہاں کی راحت میں تکان کا گزر نہیں۔ اس جامع اور انوکھی دعوت کو دیکھیے، پھر یہ بھی ذہن میں رہے کہ اس آواز کو مسلمانوں کے گوش گزار کرنے کے لیے منار اور منبر جیسے وسائل کا انتخاب کیا گیا، جن میں آج کی سائنسی پیش رفت کے بعد لا ڈاپسیکر اور مائیک کا بھی اضافہ ہو چکا ہے۔
 اس اہمیت کے ساتھ مسجد میں آنے کی دعوت خود ایک عجیب شان رکھتی ہے۔

مسجد کی اہمیت قرآن کریم کی روشنی میں

قرآن کریم کی وہ آیات جن کا مسجد اور اس کے بنیادی اهداف و مقاصد کے بیان سے تعلق ہے، وہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مساجد توحید خداوندی اور اسلام کی دعوت کے مرکز ہیں، اور دین میں اخلاص پیدا کرنے کا سرچشمہ ہیں، نیز ان کی آبادی اللہ کے ذکر، نماز اور عبادت سے ہوتی ہے، باری جل شانہ کا ارشاد ہے:

”وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا۔“ (آل جن: ۱۸)

”اور یہ کہ مسجدیں اللہ کی یاد کے واسطے ہیں، سومت پکارو اللہ کے ساتھ کسی کو۔“ (ترجمہ شیخ الحنفی)
 یہ آیت مسجد میں توحید کا پرچار کرنے اور مساجد کو ہر نوع کے شرک سے دور رکھنے کی ہدایت کرتی ہے۔ باری جل شانہ کا ایک اور فرمان ہے:

”وَأَقِيمُوا عُجُوهَكُمْ عِنْدَ الْمَسَاجِدِ وَادْعُوهُ كُلُّ مُخْلِصٍ لَهُ الَّذِينَ۔“ (الاعراف: ۲۹)

”اور سیدھے کرو اپنے منہ ہر نماز کے وقت اور پکارو اس کو خالص اس کے فرمانبردار ہو کر۔“

(ترجمہ شیخ الحنفی)

یہ ارشاد مساجد میں اخلاص کے ساتھ عبادت کرنے اور اخلاص کے منافی ہر عمل سے بچنے کی

ہدایت دیتا ہے۔ باری جل شانہ کا ایک اور فرمان ہے:

’فِيْ بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُلْدَ كَرْفِيهَا اسْمُهُ۔‘ (النور: ۳۶)

”ان گھروں میں کہ اللہ نے حکم دیا ان کو بلند کرنے کا۔“ (ترجمہ شیخ البہذ)

جہوڑ مفسرین کی رائے کے مطابق یہ آیت مساجد کے مقاصد کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

مسجد کے فضائل و اہمیت احادیث رسول کی روشنی میں

مزید برائے فضائل پر نظر ڈالیں: مساجد کی طرف پیش قدمی کے لیے اُٹھنے والے ہر قدم کے بد لے ایک درجے کی بلندی اور ایک خطہ کی معافی کا وعدہ کیا گیا، ہر صبح و شام مسجد کی طرف جانے کے بد لے جنت میں صبح و شام کی خاص مہماں نوازی کا اعلان کیا گیا، جیسا کہ صحیح حدیث میں منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص مسجد کی طرف صبح کے وقت، یا شام کے وقت جاتا ہے، اللہ جل شانہ اس کی جنت میں ہر صبح اور ہر شام مہماں نوازی فرمائیں گے۔ (صحیح البخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب فضل من خرج الی المسجد ومن راح، ۱/۹۱، ط: قدیمی)

اسی طرح صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہوتا ہے تو جب تک وہ اپنے مصلے پر باوضور ہے فرشتے اس کے لیے یوں دعا کرتے رہتے ہیں: ”اے اللہ! اس کی مغفرت فرماء، اے اللہ! اس پر رحم فرماء۔“ (صحیح البخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب من جلس فی المسجد ينظر الصلوٰۃ وفضل المساجد، ۱/۹۰، ط: قدیمی)

آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ”جب تم جنت کے باغوں سے گزو تو خوب چرو، سوال کیا گیا کہ: جنت کے باغ کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مساجد۔“ (سنن الترمذی، ابواب الدعوات، باب، ۱۹۱، ۲/۱۹۱، ط: قدیمی) اسی طرح مساجد کی تقدیس و تعظیم، اسلام میں مساجد کی بلند شان اور مسجد میں داخل ہونے والے شخص کے لیے ثواب اور اجر عظیم کی بشارتوں کے سلسلے میں کئی روایات منقول ہیں۔

مسجد، کتاب و سنت کی تعلیم و تربیت کا مرکز

اسلام کی عظیم الشان تاریخ ہمیں مسجد نبوی میں حضور ﷺ کی حین حیات قائم ہونے والے دینی

تعمیم کے حلقوں کا پتہ دیتی ہے۔ یہ تاریخ ہمیں بتلاتی ہے کہ فقراء اصحاب صفة ﷺ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام مقدس کو سننے اور یاد کرنے کے لیے جمع ہونے والا پہلا قافلہ علم تھا۔ یہ حضرات مسجد نبوی اور صفحہ ہی میں رہتے، تاکہ قرآن کی کوئی آیت جو بصورت وحی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہو یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا کوئی فرمان گرامی سننے سے رہ نہ جائے۔ ان میں وہ قراء کرام بھی تھے جنہیں برمونہ پر علی، ذکوان اور عصیہ نامی قبائل کے افراد نے دھوکہ سے شہید کیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان قبائل کے خلاف ایک مہینے تک فجر کی نماز میں قوت نازلہ کے ذریعے بد دعا فرمائی۔ انہی اصحاب صفة ﷺ میں وہ لوگ بھی تھے جن کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ”میں نے اصحاب صفة ﷺ میں سے ستر افراد ایسے دیکھے ہیں کہ ان میں سے کسی کے پاس تن ڈھانکنے کے لیے مکمل کپڑا نہ ہوتا تھا، یا ازار ہوتی یا بڑی چادر ہوتی جس کو گردان پر باندھ لیتے، کسی کی یہ چادر نصف پنڈلی تک پہنچتی، کسی کی ٹھنڈوں تک پہنچتی، تو وہ اس چادر کو سمیٹ کر بیٹھ جاتے، مباد استر ظاہر ہو جائے۔ (صحیح البخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب نوم الرجال فی المسجد، ج: اس: ۲۳، ط: قدیمی)

انہی اصحاب صفة ﷺ میں سے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شناگر تھے، ایک انتہائی باکمال اور باصلاحیت عقری شخصیت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی تھی، آپ رضی اللہ عنہ کا شمار حفاظ حديث صحابہ ﷺ میں ہوتا تھا۔ عہدِ نبوت کے صرف تین سالوں میں آپ رضی اللہ عنہ نے علوم حدیث کے وہ عظیم خزانے حاصل کیے جن کی کثرت نے ایک عالم کو انگشت بندال کر دیا، آپ رضی اللہ عنہ کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کردہ احادیث جو ہم تک پہنچی ہیں، ان کی تعداد پانچ ہزار تین سو چوتھر (۵۳۷۴) ہے، یہ ایک بڑی تعداد ہے اور ”صحیح البخاری“ کی مکرات کو حذف کر کے بقیہ روایات سے زیادہ ہے۔

صرف مسجد نبوی اور مسجد حرام ہی کیا، دنیا میں جہاں کہیں بصرہ، کوفہ، بغداد، شام، وغیرہ ممالک فتح ہوئے تو وہاں مساجد کی تعمیر عمل میں آئی۔ یہ مساجد بھی درس و مدرسیں کے مرکز تھے، یہ مرکزو بڑی بڑی جامع مساجد میں قائم تھے، گویا علم کے چشمے تھے جو ابل پڑے تھے اور فراونی سے بہہ رہے تھے۔ عراق کی فتح کے بعد جامع مسجد کوفہ سب سے پہلی مسجد تھی، جس کی بنیاد حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص نے رکھی تھی۔ یہ مسجد احادیث نبوی کی تعلیم کا مرکز تھی، جہاں براء بن عازب رضی اللہ عنہ پہلے صحابی تھے جنہوں نے احادیث نبوی کی

تعلیم شروع فرمائی۔ اسی طرح بعد کے ادوار میں بھی مساجد دین کی درسگاہیں ہی ہوا کرتی تھیں۔ ان میں سب سے زیادہ شہرت قاہرہ کی جامع ازہر، تیونس کی جامع زیتونہ اور اندرس کی جامع قرطہ کو حاصل ہوئی۔ ان کے علاوہ بھی کئی ایسی جامع مساجد تھیں جو کہ علوم اسلامیہ کی باقاعدہ یونیورسٹیاں تھیں، جن سے علم کے چشمے جاری تھے، جن سے نکلنے والی نہریں کرہ ارض کے مختلف گوشوں میں پھیل چکی تھیں، اور ان نہروں سے چھوٹے بڑے سب ہی اہل علم مستفید ہو رہے تھے۔ ان تاریخی روایات کو منظر رکھ کر یہ بات بجا طور پر کہی جاسکتی ہے کہ اسلامی سلطنت و سطوت کے زمانے میں عرب دعجم کے جس شہر میں بھی کوئی مسجد قائم ہوئی، وہ کتاب و سنت کی تعلیم کا مرکز بھی رہی ہے۔

ان مبارک تاریخی نقوش کی روشنی میں اب ہم قارئین و حاضرین، ائمہ و خطبا کی خدمت میں مساجد کے لیے چند اصول و ضوابط پیش کرتے ہیں، تاکہ پنج وقتہ نماز کے لیے مسجد میں آنے والا ہر شخص شریعت کے نظام مساجد سے فائدہ اٹھاسکے۔

امام مسجد کے اوصاف

- ۱- ہر مسجد کے لیے ایک سمجھدار، بیدار مغز، فاضل عالم دین بطور امام مقرر کیا جائے۔
- ۲- جو نمازوں کی اچھی طرح تربیت اور انہیں دینی تعلیم سے روشناس کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔
- ۳- نیز یہ امام قرآن کریم کو درست تجوید کے ساتھ پڑھنے کی بھی صلاحیت رکھتا ہو۔
- ۴- اور اچھے اخلاق سے بھی آراستہ ہو۔

عام فہم اسلامی فقہی احکام سے متعلق نصاب

- ۱- ایک خاص نصاب مقرر کیا جائے، جس میں نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، وغیرہ بنیادی عبادات کے فقہی احکام کا انتخاب ہو۔
- ۲- فجر کے علاوہ چاروں نمازوں میں سے کسی ایک نماز میں کم از کم پانچ منٹ اس نصاب کی تعلیم کے لیے معین کیے جائیں، تاکہ نمازوں کو ان عبادات کے احکام سے بھی ایک گونہ واقفیت ہو جائے۔

ملازمت و تجارت پیشہ حضرات کو دین سے قریب کرنے کا ذریعہ

خلاصہ یہ ہے کہ اگر مساجد میں ان اصولوں کی رعایت رکھی جانے لگے، تو ان بالغ نمازوں کے

لیے جو اپنی مصروفیت کی وجہ سے باقاعدہ مدارس میں پڑھنہیں سکتے، اسی طرح ان کاروبار پیشہ افراد کے لیے بھی جو بازاروں میں کاروبار میں مصروف رہتے ہیں، نیز اس ملازمت پیشہ طبقے کے لیے جو حکومتی اداروں میں ملازمت کے باعث فرست نہیں پاتے، یہی مساجد دینی درسگاہیں ثابت ہوں گی۔ نوجوانانِ امت جن کا دین دار طبقے اور دینی تعلیمی اداروں سے تعلق ٹوٹ چکا ہے، ان کو دین اسلام کی روح سکھانے اور سمجھانے کے لیے یہ ایک بہترین طریقہ کا رہوگا۔

اس کے ساتھ ساتھ اگر ہم عام گلی کو چوں اور بازاروں کے لیے لا کوڈ اسپیکر وغیرہ جدید وسائل بھی استعمال کریں تو یہ نظام ان مردوں اور عورتوں کے لیے بھی جو گھروں ہی میں رہتے ہیں (مسجدوں کی طرف رخ نہیں کرتے) بیک وقت اصلاح کے لیے مفید ہو سکتا ہے، تاکہ وہ بھی چند لمحوں پر محیط اس درس کی طرف راغب ہوں اور تربیت کا دائرة بڑھتا ہوا ان عورتوں اور بچوں کو بھی شامل ہو جائے جو گھروں میں رہتے ہیں۔ خطیب کو چاہیے کہ اس کے لیے بھی خالص ایسے تربیتی موضوعات اختیار کرے جیسے موضوعات ٹیلیوژن اور ریڈیو وغیرہ پر دیے جانے والے دروس کے لیے منتخب کیے جاتے ہیں۔ اس طرح مساجد کا یہ نظام جدید وسائل و آلاتِ نشر و اشتاعت کی مدد سے ایک عمده ترین، انتہائی نفع بخش اور تربیت کے تمام گوشوں کو بیک وقت احاطہ کیے ہوئے نظام کی صورت میں نمایاں ہوگا، لیکن بہر حال توفیق و انعام دینے والی ذات تو اللہ سمجھانہ، تعالیٰ ہی کی ہے۔

الغرض نمازوں کے اجتماعات کے ساتھ ساتھ یہ مساجد و اصل توحید کی طرف دعوت کا عنوان ہیں، تبلیغ دین کا عنوان ہیں، احکام شریعت کی تعلیم کا عنوان ہیں اور فلکری تربیت، قلبی اور روحانی اصلاح کا عنوان ہیں، جیسا کہ پچھلے وقوں میں یہی مساجد قضاۓ، افتاء اور عدالتی فیصلوں کا بھی عنوان ہوا کرتی تھیں۔ اخیر میں، میں رابطہ عالم اسلامی کے صدر اور ان کے رفقائے کارکشاں کی طرف سے ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ائمہ مساجد کی بیداری اور ان کے منصب کی رفتت پر تنبیہ کے لیے ہدایات پیش کرنے کی غرض سے اس مجلس کا انعقاد کیا، بلاشبہ اگر اسلامی ممالک میں مساجد کا یہ نظام واقعی تحرک اور فعال ہو جائے تو یہ ایک بہترین کاوش ثابت ہوگی۔



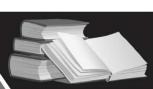
میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور علمائے دیوبند کا مسلک

مفتق عبدالرؤف سکھروی صاحب

علمائے دیوبند پر یہ تہمت اور الزام لگایا جاتا ہے کہ یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک کرنے یا اس پر خوش ہونے سے منع کرتے ہیں حالانکہ ہرگز یہ بات نہیں ہے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنا تو ہمارے ایمان کا حصہ ہے، ہاں البتہ جو باقی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے خلاف ہیں، ان سے ہم ضرور روکیں گے اگرچہ بذات خود وہ باقی اچھی ہی کیوں نہ ہوں، شریعت میں اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔

دیکھئے! اس بات پر تمام علماء کرام کا اتفاق ہے کہ عین دوپھر کے وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اس بات پر بھی کہ قبلہ رو ہوئے بغیر نماز پڑھنا منع ہے اور اس پر بھی سب علماء کرام کا اتفاق ہے کہ عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے دن روزہ رکھنا حرام ہے اور اس مسئلہ پر ساری امت کا اتفاق ہے کہ حرم کے مہینے میں حج نہیں ہو سکتا اور حج کرنے کی جگہ صرف مکرمہ ہے، کراچی میں حج نہیں ہو سکتا۔

دیکھئے! نماز، روزہ، حج سب فرائض ہیں لیکن چونکہ ان کی ادائیگی شریعت کے بتائے ہوئے طریقے کے خلاف ہوئی اس لیے یہ ناجائز ہو گئے اور ان کے ناجائز ہونے کو آپ بھی مانتے ہیں لہذا، اگر کوئی شخص ایسی نماز، روزہ، حج وغیرہ سے منع کرے گا تو اس کو کوئی عقلمند انسان یوں نہ کہے گا کہ یہ آدمی نماز، روزہ، حج سے منع کرتا ہے اسی طرح میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مسئلہ کو لے لجھئے کہ ہمارے بزرگان دیوبند کے بارے میں یہ کہنا کہ یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادة کا ذکر کرنے یا اس پر خوش ہونے سے منع کرتے ہیں تو یہ سر اسرت ہمت اور الزام تراشی ہے۔



بخارا ہم ہرگز اس سے منع نہیں کرتے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ ہر چیز کو کرنے کا ایک طریقہ ہوتا ہے جب وہ چیز اسی طریقے سے انجام دی جائے گی تو وہ درست اور صحیح ہوگی ورنہ درست نہ ہوگی۔

اب دیکھئے! تجارت کے سلسلہ میں حکومت نے کچھ قواعد و ضوابط مقرر کر دیے ہیں اب اگر کوئی شخص ان قواعد کے خلاف تجارت کرے گا تو وہ قانون کی خلاف ورزی کرنے کی وجہ سے سزا کا مستحق ہو گا مثال کے طور پر اسلحہ وغیرہ کی تجارت وہی آدمی کر سکتا ہے جس نے لائنس حاصل کیا ہوا سی طرح شریعت میں بھی ہر چیز کو کرنے کا ایک ضابطہ مقرر ہے اس کے خلاف اگر کوئی کام کیا جائے گا تو وہ درست نہ ہو گا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک عبادت ہے

بہر حال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا ذکر مبارک ایک عبادت ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس کو کرنے کا شریعت میں کیا ضابطہ اور طریقہ مقرر ہے، مثلاً صحابہ ؓ نے اس عبادت کو کس طرح ادا کیا، اب اگر آپ لوگ اس کو ان ہی کے طریقے کے مطابق انجام دیں تو بہت اچھی بات ہے لیکن اگر اس کو صحابہ کرام کے طریقے کے مطابق انجام نہ دیا جائے تو بلاشبہ اس سے منع کیا جائے گا اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی اسلحہ وغیرہ کی تجارت سے اس لیے منع کرے کہ آپ کے پاس اس کا کوئی قانونی جواز نہیں ہے تو اس کو تجارت سے روکنے والا نہیں کہا جائے گا۔

شریعت کا ضابطہ

ایک اور مثال کہ خوش ہونا کہیں جائز ہے اور کہیں ناجائز ہے جو خوشی شریعت کے مطابق ہوگی وہ جائز ہوگی اور جو شریعت کے خلاف ہوگی وہ ناجائز ہوگی لہذا شریعت کے ضابطے کے مطابق جو خوشی جائز ہے اس کی اجازت ہے اور جو اس کے خلاف ہے وہ ناجائز ہے اور ممنوع ہے مثال کے طور پر کوئی شخص نماز پڑھنے لگے تو اس کو ثواب توکیا ملے گا بلکہ الٹا گناہ ہو گا اس لیے کہ بجائے چار رکعت کے پانچ رکعت پڑھنے لگے تو اس کو ثواب توکیا ملے گا لہذا شریعت کے ضابطے کے خلاف کر رہا ہے اور اس کے بتائے ہوئے طریقے کے خلاف نماز پڑھ رہا ہے بالکل اسی طرح حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک کرنا اگر شریعت کے مطابق ہو تو جائز ہے ورنہ ناجائز ہے مثال کے طور پر ایک شرعی مسئلہ ہے

کہ جو شخص چار رکعت والی نماز میں پہلے قعده میں تشهد کے بعد اللہم صلی علی محمد پڑھ لے تو اس کی نماز ناقص ہوگی اور اس پر سجدہ سہو کرنا واجب ہوگا اگر بھول کر اس نے ایسا کیا حالانکہ درود شریف کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: من صلی علی مرد صلی اللہ علیہ عشر (اوکما قال) ترجمہ: جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا تو اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت فرمائیں گے۔

تو چونکہ شریعت نے نماز میں درود شریف پڑھنے کا جو موقع مقرر کیا ہے اس کی خلاف ورزی ہو گئی اس لیے نماز ناقص ہو گئی حالانکہ درود شریف پڑھنا بذات خود عبادت ہے۔

غرض یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت پر خوش ہونے سے کوئی منع نہیں کر سکتا اور یہ مسئلہ بالکل واضح ہے مگر اس بارے میں طویل گفتگو اس لیے کی گئی کہ ہمارے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنے سے منع کرتے ہیں حالانکہ ہم پر یہ الزام سرا سر غلط ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کی اہمیت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک کرنا تو وہ چیز ہے کہ اس پر اگر اجر و ثواب کا وعدہ نہ بھی ہوتا تب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک ہر وقت کیا جائے جیسے کسی نے کہا: من احباب شینا اکثر ذکر: جو شخص جس چیز سے محبت کرتا ہے اس کا تذکرہ کثرت سے کرتا ہے۔

اس عربی مقولہ کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اس بات کا تقاضہ کرتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہر وقت کیا جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنا عین عبادت بھی ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اتنی جگہ فرمایا ہے کہ مسلمان سے کہیں نہ ذکر ہو ہی جاتا ہے دیکھنے نماز کے اندر ہر قعده میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کا ذکر موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ: السلام عليك ايها النبي: اور ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازوں میں دو، دو قعده ہیں اور فجر کی نماز میں ایک قعده ہے تو کل نو قعده ہوئے اور سنن مؤکدہ اور وتر میں دیکھ لیجئے کہ ظہر میں تین، مغرب میں ایک، عشاء میں تین اور صبح میں ایک تو کل 17 قعده ہوئے تو یہ 17 مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوا، پھر پانچوں وقت کے فرائض و سنن و وتر کے قعده اخیرہ میں کل گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھا جاتا ہے بس 17 اور 11 بار ہوا تو اس طرح ہر مسلمان روزانہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک کرہی

لیتا ہے پھر ایک موقع پر پانچوں وقت کی اذان اور تکبیر میں ہے جس میں اشہد ان محمد رسول اللہ موجود ہے جس کو مؤذن اور سننے والا دونوں کہتے ہیں پھر ہر نماز کے بعد دعا بھی سب ہی مانگتے ہیں اور دعاء مانگنے کے آداب میں سے یہ ہے کہ اس کے اول آخر درود شریف پڑھا جائے غرض اس حساب سے 28 سے بھی زیادہ مرتبہ حضور ﷺ کا مبارک ذکر ہو گیا اور یہ تو وہ موقع ہیں کہ جن میں پڑھے ہے سب شامل ہیں اور جو طلباء کرام دن رات حدیث شریف پڑھتے ہیں وہ تو ہر وقت حضور ﷺ کے ذکر میں رہتے ہیں اس لیے کہ حدیث میں شروع میں آپ ﷺ کے نام کے ساتھ درود شریف موجود ہے، چنانچہ احادیث کی کتابیں اٹھا کر دیکھتے کہ ان میں جگہ جگہ قال رسول اللہ ﷺ اور عن النبی ﷺ موجود ہے، اور درمیان میں بھی جہاں حضور ﷺ کا اسم مبارک آیا وہاں بھی درود شریف موجود ہے گویا کہ حضور پاک ﷺ کا ذکر مبارک اس طرح ملا دیا گیا ہے کہ بغیر ذکر مبارک کے مسلمانوں کو چارہ نہیں۔

حضرت ﷺ کا ذکر ہر وقت

مولانا فضل الرحمن صاحب گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ ذکر ولادت آپ کے نزدیک جائز ہے یا ناجائز ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ہم تو ہر وقت ذکر ولادت کرتے ہیں اس لیے کہ ہر وقت کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں اگر آپ ﷺ پیدا نہ ہوتے تو ہم یہ کلمہ کہاں پڑھتے۔

محبت کا معیار

لہذا محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کا ہر وقت ذکر ہو لیکن اس کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ جلسے منعقد کیے جائیں اور مٹھائی مٹگوائی جائے تب ذکر ہو گا عاشق کو اتنی دیر کیسے صبر آسکتا ہے؟۔

محبوب کی یاد میں بے قرار

دیکھئے! اگر کسی کو کسی سے محبت ہو جاتی ہے تو محبت کرنے والے کی کیا حالت ہوتی ہے ہر وقت اس کی یاد میں بے قرار رہتا ہے اگر اس سے کوئی کہے کہ میاں ذرا ٹھہر جاؤ ہم جلسہ آرائی کر لیں اور مٹھائی مٹگوائیں اس وقت ذکر کرنا تو وہ کہے گا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تمہاری محبت جھوٹی ہے کہ اتنی دیر تک محبوب کے ذکر سے رکے رہتے ہیں اور ہم نے اکثر مجلسوں میں میلاد کرنے والوں کو ایسا ہی دیکھا ہے کہ یہ محبت سے

بالکل خالی ہوتے ہیں اس لیے محبت کا معیار تو یہ ہے کہ اپنے محبوب کی خوب اطاعت کی جائے۔ کسی نے خوب کہا ہے

تعصی الرسول وانت تظہر حبه
هذا العمری فی القياس ببدیع
لو كان حبك صادقاً لاطعته
ان المحب لم يحب مطيع

ترجمہ: یہ عجیب بات ہے کہ تم رسول سے محبت و عشق کا دعویٰ بھی کرتے ہو اور اس کی نافرمانی بھی کرتے ہو یہ دونوں باتیں کیسے جمع ہو سکتی ہیں اگر تم محبت میں سچ ہوتے تو رسول کی اطاعت کرتے کیونکہ آدمی جس سے محبت کرتا ہے اس کا فرمانبردار ہوتا ہے۔

سیرت کے جلسے اور نمازیں قضاۓ

ذکر ولادت کرنے والوں کو دیکھا ہے کہ مجلس میلاد کا اہتمام کرتے ہیں، بانس کھڑے کر رہے ہیں ان پر کپڑے لگا رہے ہیں اور قنفیتے لگا رہے ہیں جو عام طور پر چوری کی بجائی سے چل رہے ہوتے ہیں اور اگر اسی دوران نماز کا وقت آ جائے تو نمازوں نہیں پڑھتے اور ڈاڑھی مونڈتے ہیں کیوں جناب! کیا رسول ﷺ سے محبت کرنے والے ایسے ہوتے ہیں؟ کیا حضور ﷺ کا یہی حق ہے کہ پانچ روپے کی مٹھائی منگوا کر تقسیم کر دی جائے اور سمجھ لیا جائے کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کی محبت کا حق ادا کر دیا؟ کیا آپ لوگوں نے حضور ﷺ کو نعوذ باللہ کوئی پیشہ و ریپرزاہ سمجھ لیا ہے؟ کہ تھوڑی سی مٹھائی پر خوش ہو جائیں تو بہ توہہ، نعوذ باللہ، یاد رکھو! حضور ﷺ اپنے ایسے محبت کرنے والے سے خوش نہیں ہیں سچ محبت کرنے والے تو وہ ہیں جو اپنے قول و فعل، وضع قطع ہر چیز میں حضور ﷺ کا اتباع کرتے ہیں اور ان کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے ہیں۔



ٹرانس جینڈر ایکٹ

مملکت خداداد میں پاس ہونے والا ایک خطرناک قانون

(مولانا) اویس احمد، جامعہ دارالتحوی، لاہور

کلمہ کے نام پر بننے والی مملکت خداداد وطن عزیز پاکستان میں ایک ایسا قانون پاس ہوا جس کے نتائج مضمرات پر عقلی دنگ ہے اور ناطقہ سر بگریباں ہے۔ حیرت ہے کہ ایسا قانون ایک اسلامی ملک میں کیسے اور کیوں پاس ہوا؟۔ یہ قانون ٹرانس جینڈر ایکٹ 2018 کے نام سے معروف ہے، کلمہ کے نام پر ملی ہوئی نعمت وطن میں اس جیسے گھناؤنے قانون کے نتائج کے تصور سے بھی رو فتنے کھڑے ہوتے ہیں۔

اس قانون کا نتیجہ اور حاصل یہ ہے کہ کوئی مرد جب چاہے عورت بن جائے اور کوئی عورت جب چاہے مرد بن جائے۔ اس قانون کی رو سے انسان کو معاشرے میں مرد کے طور پر پہچانا جائے یا عورت کے طور پر جانا جائے اس کا فیصلہ اس کی جسمانی ساخت سے نہیں کیا جائے گا بلکہ اس کی خواہش کی بنیاد پر کیا جائے گا اس بات کو ایک مثال سے سمجھیے۔

ایک صحیح سالم عورت اگر نادر اکے پاس جا کر یہ کہے کہ مجھے مرد قرار دیا جائے تو اس قانون کے پیش نظرنا دراپابند ہے کہ اس کے اپنے بارے میں کیسے گئے اس فیصلے کو تسلیم کرے اور اپنے تمام ریکارڈ میں اسے ایک مرد قرار دے، اس کے بعد وہ عورت چاہے جسمانی لحاظ سے عورت ہی ہو مگر قانونی اعتبار سے مرد بن جائے گی جس کے کچھ نتائج یہ ہوں گے:

1:- یہ عورت اپنی جسمانی ساخت کو چھیڑ کر فطرت کے نظام میں دخل دے سکتی ہے، اس میں اس

کے لیے قانون کی کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہی۔

2:- اگر وہ عورت کسی مرد کی بیوی ہے تو قانونی طور پر یہ رشته ختم ہو جائے گا کیونکہ اب تک کے قانون کی رو سے مرد کی عورت سے شادی ہو سکتی ہے جب کہ وہ اب عورت نہیں رہی۔

3:- وہ عورت مثلاً اپنے والدین کی وراثت میں اپنے بھائی کے حصے کے برابر پائے گی حالانکہ شریعت اور قانون کی رو سے اس کا حصہ بھائی کے حصے سے آدھا بنتا ہے۔

4:- یہ عورت اب کسی عورت سے شادی کر سکے گی اور ہم جنس پرستی (Homosexuality) کی لعنت کا طوق اپنی گردن میں قانون کے زیر تحفظ سجا سکے گی۔

پھر طرفہ تماشہ یہ ہے کہ جب چاہے وہ عورت مرد بن جائے گی اور جب چاہے عورت کی حیثیت واپس لے لے گی اور اس طرح معاشرے میں صنفی توازن کا قائم نظام ایک کھلوڑ بن کر رہ جائے گا۔

تصویر کا دوسرا رخ یہ ہے کہ اگر کوئی مرد اپنے آپ کو عورت ڈلکیسر کروالے گا تو اس کے بھی عجیب و غریب اور پریشان کن نتائج نکلیں گے۔

فرض کیجئے ایک مرد اگر کسی مرد سے منہ کا لا کرنے کی خواہش رکھتا ہے تو وہ قانونی عورت بن کر اس سے شادی کر سکتا ہے اور ہم جنس پرستی کی پھٹکارا پنے سر لے کر شیطان کی صفت میں شامل ہو سکتا ہے۔

یہ قانونی عورت حقیقی عورتوں کی ملازمتوں کے مخصوص کوٹوں پر برآ جمان ہو سکے گا۔

اسی طرح طب (میڈیکل) کے شعبے میں جہاں اخلاق، اقدار یا مذہبی تقاضے کی بنیاد پر عورت ڈاکٹر یا عورت نر کو رکھا جاتا ہے وہاں یہ قانونی عورت شناختی کا روڑ دکھا کر برآ جمان ہو سکتی ہے۔

اس سے بڑھ کر پولیس کے شعبے میں جہاں فی میل کا نشیبل عورتوں کے مجموعے کو کنٹرول کرتی ہیں اور بوقت ضرورت ان کی تلاشی لے سکتی ہیں وہاں یہ قانونی عورت حقیقی عورتوں کی تلاشی لے سکے گی (حالانکہ ان تمام صورتوں میں یہ قانونی عورت حقیقی مرد ہے)۔

یہ چند مثالیں ہیں جن سے اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ اس قانون کے نتیجے میں کسی ہٹر بوگ پچ گی اور معاشرتی اقدار کا جنازہ کس دھوم سے نکلے گا۔

اس قانون کا عنوان اگرچہ یہ ہے کہ اس میں ٹرانس جیڈر / بہم جنسی شناخت رکھنے والے افراد (جن کو شریعت کی زبان میں خشنی مشکل کہا جاتا ہے اور معاشرے میں جن کا وجود نہ ہونے کے برابر ہے (کیونکہ جن افراد میں مردانہ یا زنانہ علامتیں غالب ہیں وہ ٹرانس جیڈر کے تحت نہیں آتے) کی ہمدردی اور ان کے مسائل حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے مگر مذکورہ بل کی جو عبارت اور الفاظ ہیں ان کی رو سے بہتی گزگا میں ساتھ ساتھ آزادی فکر جیسے لادینی اور غیر اخلاقی نظریے کو فروغ اور تحفظ دیا جا رہا ہے۔ گویا ٹرانس جیڈر ایکٹ کی آڑ میں بد نظرت عناصر کو فطرت کے نظام سے کھلواڑ کرنے کا موقع فراہم کیا جا رہا ہے اور اصل مقصود یہ ہے کہ معاشرے میں اسلامی اقدار اور انسانی فطرت کے مسلمات نام کی کوئی چیز نہ رہے مادر پدر آزاد بدقطرت آزاد معاشرہ وجود میں آجائے، یہ تو بھی پہلا تدم ہے اور اس میں صرف مرد عورت کی باہم تبدیلی کی بات ہے اگر یہ آزادی آگے بڑھی تو خاکم بدہن وہ دن دور نہیں جب یہ قانون بھی منظور ہو کہ انسان کی بطور انسان شناخت بھی ایک جرہ ہے، آزادی کے بنیادی حق کا تقاضہ یہ ہے کہ اس بات کا بھی اختیار ہونا چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو کتا، بند، خنزیر جو مرضی باور کرے اور معاشرہ اس کے احساس یا خواہش کا احترام کرے، جس کی کچھ شروعات مغربی معاشرے میں ہو چکی ہے۔

ذراسو چئے! اگر ایسا ہوتا ہے تو انسان پر رہی سہی پابندیاں بھی ختم ہو جائیں گی اور کھلے عام سڑکوں اور چوکوں، چوراہوں پر جانوروں والی حرکتیں اور ایسے مناظر نظر آئیں گے جن کے تصور سے بھی انسان پسینہ پسینہ ہو جائے۔

مثلاً جب ایک مرد اور عورت میں اپنے آپ کو قانونی طور پر ایک مخصوص جانور ڈکیسٹر کروالیا تو اب اگر یہ قانونی جانور (جو کہ حقیقت میں مرد اور عورت ہیں) جانوروں کی طرح سر عام سڑک کنارے اپنی جنسی خواہش پوری کرتے ہیں تو کسی کو ان میں مداخلت کرنے کا کوئی قانونی حق نہ ہوگا بلکہ قانون نہیں تحفظ فراہم کرے گا اور قیامت کی نشانیوں میں جو رہی سہی کسر تھی وہ بھی پوری ہو جائے گی اور حدیث کی رو سے اس زمانے کا پرہیز گار شخص وہ ہوگا جو انہیں اپنی غیرت ایمانی کے پیش نظر صرف اتنا کہہ سکے گا کہ ذرا راستے سے ایک طرف ہو جاؤ۔ اس قانون کی ترمیم پر مشتمل ایک مسودہ بھی زیر غور ہے، یہ ترمیمی مسودہ بھی اپنے اندر تحفظات

رکھتا ہے اصل قانون کی رو سے انسان اپنی شناخت تبدیل کروانے میں کسی ضابطے کا پابند نہیں تھا جب کہ ترمیم میں صرف اتنی بات کی گئی ہے کہ شناخت تبدیل کرنے کا فیصلہ فرد پر نہیں چھوڑا جائے گا بلکہ ہر ضلع میں قائم ایک میڈیکل بورڈ کے حوالے کیا جائے گا، اگر بورڈ اجازت دے تو فیصلہ قبول کیا جائے ورنہ نا کیا جائے، ترمیم کی رو سے جنس تبدیل کرنے کی خواہش رکھنے والے انسان کو تو بورڈ کا پابند کیا گیا ہے البتہ خود بورڈ کا دائرہ کار کیا ہوگا؟ وہ کس اصول کے تحت یہ فیصلہ کرے گا؟ یہ واضح نہیں ہے کیا وہ شرعی اصولوں کا پابند ہوگا؟ اسے بظاہر قصدِ مبہم رکھا گیا ہے حالانکہ شریعت کی رو سے یہ ضابطہ طے شدہ ہے کہ اگر انسان کی جسمانی علامات مردوں والی ہیں تو اسے ایک مرد مانا ضروری ہے چاہے اس کے رجحانات کچھ بھی ہوں وہ اپنے رجحانات کا نفیسیاتی علاج کروائے نہ یہ کہ جسم کو تبدیل کرنے کی لٹی لگنگا بہنا شروع کر دے۔

الغرض یہ قانون اپنے مضمرات اور متانج کے لحاظ سے ایک نہایت خطرناک قانون ہے، تمام اراکین اسمبلی جنہوں نے انجانے میں اس پر دستخط کیے ہیں انہیں چاہئے کہ صدق دل سے اللہ کے حضور تو بہ کریں اور نسلوں کی تباہی، اقدار کی بربادی اور فطرت کی دھیان اڑانے کے اس بھی انک گناہ کو اپنے سرنہ لیں اور اس سے دلوک برات کا اعلان کریں اور عوام کو بھی چاہئے کہ اپنے اپنے دائرہ اثر میں اس کی سُکنی کا پر چار کریں۔





جَمِيعَتَهُ دَارُ التَّقْوَىٰ

کی جانب سے وائس ایپ (Whatsapp) پر

روزانہ حدیث

کا سلسلہ حباری ہے

آپ بھی اپنے وائس ایپ پر روزانہ حدیث حاصل کر سکتے ہیں۔

روزانہ حدیث حاصل کرنے کے لیے اپنے وائس ایپ سے **TAQWA**
لکھ کر 03222333224 پر جوین۔

+92-3-222-333-224 | www.darultaqwa.org | [Facebook](#) | [Twitter](#) | [YouTube](#) | [Jamiyatul Taqwa](#)

Mufti Online +92-300-4113082 | ifta4u@yahoo.com

ماہنامہ دارالتفاقی

اکتوبر 2022ء

ریج الارول 1444ھ



مصنوعات میں شامل مشکوک چیزیں

مفہی عابد شاہ

یہ حقیقت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ روزمرہ استعمال کی اشیا میں حرام، ناپاک اور مشکوک اجزاء استعمال کیے جا رہے ہیں۔ مفتیان کرام اور علمائے دین حلال و حرام کی اہمیت پر ایک عرصہ سے گفتگو کر رہے ہیں، مگر دینی و اسلامی احکام سے غفلت و دوری، قانونی گرفت کی کمزوری اور سرٹیفیکیشن کا باقاعدہ نظام نہ ہونے کی وجہ سے بہت کم لوگ اپنی مصنوعات کی تیاری میں حلال ذرائع سے حاصل شدہ اجزاء کے استعمال کا اہتمام کرتے ہیں۔ عوام کی اکثریت بھی حلال مصنوعات کا مطالبہ نہیں کر رہی اور غیر مسلم ممالک سے آنے والی مشکوک مصنوعات کا بے دھڑک استعمال کر رہی ہے۔

ان حالات میں علماء کی ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کو حلال و حرام کی اہمیت کے بارے میں بتائیں، اگرچہ علماء کے لیے بھی ایسی کسی معین مصنوع کے بارہ میں حلال یا حرام ہونے کا حصی حکم لگانا اس بناء پر بڑا مشکل کام ہے کہ اس وقت تک پچاس کے لگ بھگ جتنے مشکوک اجزاء ترکیبی سامنے آئے ہیں، ان کو حلال و حرام دونوں ذرائع سے حاصل کیا جاسکتا ہے، مگر تجارتی کمپنیاں اپنی لاغت میں کمی کے لیے عمومی طور پر حرام ذرائع سے حاصل ہونے والے اجزاء کوہی استعمال کرتی ہیں۔ اس لیے جس مصنوع پر ایسے مشکوک اجزاء کا نام درج ہو اگرچہ اس کو حرام نہیں قرار دیا جاسکتا، تاہم ایسی مصنوعات کے مشکوک ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کو چاہیے کہ ان سے بچنے کا اہتمام کریں، تاکہ غیر شعوری طور پر حرام اشیاء کے استعمال میں پڑ کر ان کے وبال اور مضر اثرات میں بیتلاء ہونے سے بچا جاسکے۔



اسی مقصد کے لیے حلال آگئی اور تصدیقات کے مستند ادارے حلال فاؤنڈیشن کی طرف سے ہفت روزہ ”شریعہ اینڈ بزنس“ کے قارئین کو مشکوک مصنوعات کے حوالے سے آگئی فراہم کرنے کا ایک سلسلہ شروع کیا جا رہا ہے، اس سلسلے کی ابتدائی قسط میں اب تک سامنے آنے والے مشکوک اجزاء ترکیبی کی فہرست دی جا رہی ہے۔

آئندہ اقساط میں ان شاء اللہ ان اجزاء سے متعلق قارئین کو تفصیلی آگاہی فراہم کی جائیگی،
قارئین سے التماس ہے کہ مصنوعات پر لکھے اجزاء ترکیبی کو پڑھیں اور جن مصنوعات میں مندرجہ ذیل مشکوک اجزاء استعمال کیے گئے ہوں ان کے استعمال سے اجتناب برتن۔ (شریعہ اینڈ بزنس)

مردانہ بخش	جانور	پانچ روکارے ٹونٹل پر دخن	Hydrolyzed Animal Protein
حرام چانور	خنزیر کا بیدر (Pancreas)	نسلین	Insulin
مردانہ بخش	بیٹگ، گھری پرندوں کے پر	کریٹن	Keratin
حرام چانور	خنزیر کا چیت	لارڈ	Lard
حیاتیات ہزارامت	چانور اشان کے بال	لی سیسٹین	L-Cysteine
حیاتیات ہزارامت	بھیڑیں	لیکیٹھین	Lecithin
حرام چانور، بخش، مرطاب	بھیڑیں بخوان، دودھ		
مردار	بچھر کے معدہ اور زبان	لائپیز اسوس	Lipase
مردانہ بخش	چانور	لیپز	Lipids
غبیث	نیٹے سے مشاپے اپنی چانور	مینک ایک	Mink Oil
مردانہ بخش، بخش	بیرون، اور بیرون (Beaver)، چھپے سے ٹھاپے اپنی چانور، Civet (Muskrat)، Cat	مسک	Musk
غبیث	لپی او بیٹر (otter) کے اخنکے خال	ولیک ایٹر	Oleic Acid
حرام چانور	خنزیر کا معدہ	پسپر	Pepsir
حرام چانور	خنزیر کے بال	پیگ سہر	Pig hair
حیاتیات مردار	پیٹھان (Uterus)	پلیسٹنا	Placenta
مردانہ بخش	چانور کی پر دخن	پولی پپٹنایڈ	Polypeptide
مردانہ بخش	چانور کے گھنی ایسٹر	پولی سربرٹ	Polysorbate
مردانہ بخش	بچھر ایسٹن اورٹ	رینٹ	Rennet
مردانہ بخش	چانور	ریتینول	Retinol
مردانہ بخش	گائے خنزیر بھیڑ، کتے بلیکی	سٹیک ایٹر	Stearic Acid
چنی		تیل	Tallow
مردانہ بخش	چنی		
مردانہ بخش	چانور	ہامن دی کھنی	Vitamin D3

	مکمل مخلوط درائع	اردو نام	مخلوط جزاء کے انگریزی نام
مردانہ خیس	خنزیر ہنگے، بھیڑ	پھرینٹین	Adrenaline
مردانہ خیس	انڈے، دودھ، جانوروں کے پھیلے، خون	البیومین	Albumen
خیس	جانوروں کا چیٹاپ	لیمن تون	Allantoin
مردار	جانور	مینوائیڈ	Amino Acids
مردار	جانور کا چبر	پیراکنڈا ایسٹ	Arachidonic Acid
خون	جانور	بلڈ	Blood
مردار	جانور کی پٹی	وان چار	Bone Char
مردار	جانور کی پٹی	وان میل	Bone Meal
خیس	جانور کا چیٹاپ	کاربامید / یوریڈا	Carbamide/Urea
حرام جانور	کپیچل (قرمز) ہائی کیمرا	کارمن کارمن	Carmine
مردار	بھیڑ، گھوڑے غیرہ کی آتیں	کیٹ گرٹ	Catgut
حرام جانور	تیلی نما جانور	سوٹ	Civet
مردانہ خیس	جانور	کولاجن رکابجن	Collagen
مردانہ خیس	کوشت	کریٹین	Creatine
خیس	چیٹاپ، گھوڑے کے بال	سیستین	Cystine
مردانہ خیس	گائے اور خنزیر کی آتیں	دیوجنڈنم / دوڈا لینم	Duodenum
مردار	گائے کی اگردن کے پھٹے انس	لائلین	Elastir
اور شرگ			
مردار	شتر مرشد سے مشابہ پرندہ	ئیمیڈ اکل	Emu Oil
مردانہ خیس	گائے کی بیچ دلی، حاملہ گھوڑی کا چیٹاپ	ایسٹروجن	Estrogen
مردانہ خیس	جانور کی چپنی	ٹیٹ ایسٹ	Fatty Acids
مردانہ اسٹیکرٹ	پرندے کے پر	پیدر ز	Feathers
مردانہ خیس	خنزیر اگائے	جیلٹن / جیلان	Gelatin
مردانہ خیس	جانور کی چپنی	گلیسرائید / گلیسرائیڈ	Glycerides

اسلام کا تصورِ عدل

پروفیسر ڈاکٹر عبدالجبار شاکر

پروفیسر عبدالجبار شاکر (پیدائش: یکم جنوری 1947ء - 13 اکتوبر 2009ء)، پاکستان کے ممتاز عالمِ دین، محقق اور اقبال شناس تھے۔ وہ پنجاب پبلک لائبریری کے ڈائریکٹر جرjl، دعوۃ اکیڈمی اور سیرت اسٹڈی سینٹر، میں الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے ڈائریکٹر بھی رہے۔

اسلام دین فطرت ہے اور فطرت خواہ انسان سے متعلق ہو یا کائنات سے، اس میں حسن تو ازن، تناسب اور اعتدال کا نقش بہت واضح اور نمایاں ہے۔ عدل صفاتِ الہیہ میں ایک ممتاز صفت ہے جس کا اظہار حیات اور آفرینش کے تمام تر مظاہر میں دکھائی دیتا ہے۔ اس کائنات کی مختلف مخلوقات اور مظاہر فطرت، عدل کے باعث موجود و برقرار ہیں۔ انسان چونکہ اشرفِ اخلاق و اخلاقیات ہے، اس باعث اسے عدل کو سمجھنے اور اختیار کرنے کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی دعوت میں بھی عدل کا پہلو نمایاں ہے۔ انسان کو اس جہاں رنگ و بو میں جو تمیز اور ارادہ کی قوتیں اور اختیارات بخشے گئے ہیں، عدل کا تقاضا ہے کہ اس کائنات کی صفوں کو لپیٹ کر ایک ایسا دن برپا کیا جائے جہاں اور جب انسانی اعمال کی جزا اور مزا کا فیصلہ عدل کے ساتھ کیا جاسکے۔ اسلامی شریعت میں عدل کا تصور دو اجزاء سے عبارت ہے: ایک یہ کہ بنی نواع انسان کے درمیان مختلف حقوق و رعایات میں تو ازن و تناسب قائم کیا جائے۔ دوسرے یہ کہ ہر کسی کو اس کا استحقاق دیا جائے اور اس کے حق کو ادا کرنے کی یقینی صورت پیدا کی جائے۔ اس تصورِ عدل کے بغیر فرد ہو یا معاشرہ یا ریاست، ہلاکت خیز اور شنگین نتائج

کا سامنا کرتے ہیں۔

عَدْلٌ عَرَبِيٌّ گُرَأْمَرِيٌّ کی رو سے مصدر ہے۔ یہ لفظ قرآن مجید میں چھپیں مقامات پر بیان ہوا ہے۔ قرآن مجید میں عدل کو مزید برابری، نیک نیت، قیمت، مرد صاحب اور حق و انصاف کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔ اردو زبان میں عدل کے لیے عموماً انصاف کا لفظ متراوٹ کے طور پر استعمال ہوتا ہے جو علمی اور لغوی اعتبار سے چندال درست نہیں ہے۔ انصاف کے معنی "تصنیف یا نصف نصف کرنے" کے ہیں۔ یوں اس سے مراد حقوق کو محض برابر تقسیم کر دینا ہے۔ لیکن عدل کی قرآنی اصطلاح محض مساویانہ تقسیم حقوق کا نام نہیں ہے۔ کیونکہ مساوات مجرد انداز میں، خلاف فطرت امر ہے۔ حقیقت میں عدل کا تقاضا یہ ہے کہ مساوات کی بجائے توازن و تناسب قائم کیا جائے۔ مساوات اگرچہ عدل کی روح میں شامل ہے، جیسا کہ مدنی حقوق اور شہری آزادیوں میں یہ تصور موجود ہے مگر جہاں تک والدین اور اولاد کے درمیان معاشرتی مساوات کا تعلق ہے، یہ اخلاقاً درست نہیں ہے۔ شریعت کی رو سے عدل کا تقاضا ہے کہ ہر فرد کے قانونی، آئینی، تمدنی، سیاسی، معاشرتی اور اخلاقی حقوق کو پوری ذمہ داری اور آخرت کی جوابدی کے احساس کے ساتھ ادا کیا جائے۔ عدل کی حقیقت کو جاننے کے لیے یہ ضروری ہے کہ حق تعالیٰ نے اس کائنات کے تکونی امور میں اس صفت کا کمال درجہ خیال رکھا ہے۔

اس کائنات کے تمام اجزاء آفرینش عدل کے باعث برقرار ہیں اور ان کے منافع اور ثمرات بھی تکونی امور میں عدل کی موجودگی کے باعث میسر ہیں۔ کائنات کے یہ تمام اجزاء اور عناصر ایک خاص تناسب اور توازن کے ساتھ موجود ہیں۔

ان اجزاء میں حرکت اور سکون کا عمل اپنی اپنی جگہ بہت حکمت آموز ہے۔ اس کائنات میں جو کمال درجہ توازن و تناسب دکھائی دیتا ہے، اس حقیقت کی طرف قرآن مجید نے مختلف مقامات پر توجہ دلائی ہے۔ سورۃ الملک میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿مَا تَرَىٰ فِي خَلْقِ الرَّحْمَنِ مِنْ تَفَاؤٍ فَإِذَا جَعَ الْبَصَرَ هُلٌ تَرَىٰ مِنْ فُطُورٍ﴾^(۱) ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبُ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ^(۲)۔ تم رحمن کی تخلیق میں کسی قسم کی بے ضابطگی نہ پاؤ گے۔ پھر پلٹ کر دیکھو، کہیں تمہیں کوئی خلل نظر آتا

ہے۔۔ بار بار نگاہ دوڑا، تمہاری نظر تھک کرنا مراد پلٹ آئے گی، یہ کائنات عدلِ تکوینی کا ایک سدا بہار اور زندہ جاوید خزانہ ہے۔ اس جہاں کی ساری نعمتیں عدلِ تکوینی کے باعث ہیں۔ زمین کے خزانے اور فضا کے انعامات سمجھی تناسیب و توازن کے باعث ہمیں میسر ہیں۔ اگر اس کائنات کے اجزاء میں عدلِ تکوینی کی صفت غائب ہو جائے یا کم پڑ جائے تو یہ زمین آسمان کے درمیان موجود کائنات، انسانیت اور دوسرا مخلوقات اور افزائش و پیدائش کے لیے جہنم زار بن جائے۔ فطرت کا یہ مستقل ضابطہ اور قاعدہ ہے کہ جو چیز تناسیب اور توازن کو اختیار کر کے عدلِ تکوینی کا مظہر بن جائے گی، وہ انسانیت کے لیے رنگارنگ اور متنوع فوائد اور ثمرات پیش کرے گی اور جن اجزاء کائنات میں سے عدل گستربی اور توازن و تناسیب کا یہ حسب ختم ہو جائے گا، وہ انسانیت کے لیے فائدے کی بجائے نقصان کا موجب ہوں گے۔ قرآن مجید میں عدل کی صفت کو قسط اور حق کے الفاظ کے ساتھ بھی تعبیر کیا گیا ہے۔ سورہ آل عمران اور سورہ حم کی یہ آیات ملاحظہ کیجئے۔

**﴿شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمٍ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلَهَ إِلَّا
هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾** ۱۸...آل عمران "اللہ نے خود اس بات کی شہادت دی ہے کہ اس کے سوا کوئی الله نہیں ہے اور فرشتے اور سب اہل علم بھی راستی اور انصاف کے ساتھ اس پر گواہ ہیں کہ اس زبردست حکیم کے سوانی الواقع کوئی الله انہیں۔" دوسری آیت میں حضرت داؤد علیہ السلام کو زمین کی خلافت عطا کرتے ہوئے حق و انصاف اور عدل کی تعلیم ان الفاظ میں دی ہے:

**﴿يَنِإِذْ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعْ
الْهَوَى فَيُضِلُّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ...﴾** ۲۰...ص" اے داؤد! ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا ہے، لہذا تم لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ حکومت کرو اور خواہش نفس کی پیروی نہ کرو، وہ تمہیں اللہ کی راہ سے بھٹکا دے گی۔" یوں عدل کے تصور کو قرآن مجید میں حق اور قسط کے الفاظ کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ آخرت میں اعمال کے لیے جو ترازو لگائی جائے گی، اس کو بھی عربی زبان میں قسطاس کہتے ہیں۔ بعثت انبیاء کے ساتھ جن فرائض اور ذمہ دار یوں کو وابستہ رکھا گیا ہے، ان میں بھی عدل کا قیام بنیادی امور میں شامل ہے۔

سورہ شوریٰ میں پیغمبر آخر الزماں کو فرائض نبوت کے سلسلے میں یوں خطاب کیا گیا ہے:

﴿قُلْ أَمَدْتُ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنْ كِتَابٍ وَأَمْرَتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ اللَّهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ لَا مُجَاهَةً بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ اللَّهُ يَجْمِعُ بَيْنَنَا وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ﴾... شوریٰ۔ مجھے حکم دیا گیا ہے میں تمہارے درمیان انصاف کروں۔ اللہ ہی ہمارا رب ہے اور تمہارا رب بھی، ہمارے اعمال ہمارے لیے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لیے، ہمارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں۔ اللہ ایک روز ہم سب کو جمع کرے گا اور اسی کی طرف سب کو جانا ہے۔” (سورہ الشوریٰ: 15)

(15) سورہ شوریٰ کی اس آیت میں نظامِ عدل کے ساتھ قیامِ عدل کی بات کی گئی ہے۔ یہاں حضور ﷺ کو ایک قاضی اور حج کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے اور آپ کو ضوابطِ شریعت کے مطابق عدل قائم کرنے کا فریضہ سونپا جا رہا ہے۔ واقعہ سیرت سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے کمی زندگی میں عقائد میں عدل کرنے کی تلقین کی اور پھر مدنی زندگی میں جب ابتداء چار مرتع میل کی اسلامی ریاست وجود میں آگئی تو اس میں قیامِ حق اور نفاذِ عدل کے لیے اپنی کوششیں جاری رکھیں تا آنکہ اسلامی ریاست کا رقبہ آپ کی حیاتِ طیبہ میں بارہ لاکھ مرتع میل بنکھیل گیا۔

اس وسیع سلطنت میں آپ کے قیامِ عدل کی ذمہ داریوں کے لیے بعض دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی امورِ عدل اور فرائض انصاف تفویض کیے اور یوں ان حضرات کے فیصلوں کے بعد آپ کی حیثیت ایک اپیلیٹ کورٹ کی اختیار کر گئی۔ حضور سرورِ کائنات نے عدل کے قیام میں سب لوگوں کے ساتھ نیک نیت کا اسلوب اختیار فرمایا، اپنوں اور بیگانوں کے درمیان تفریق کو ختم کر دیا، انصاف میں عربی بھی، گورے کا لے، امیر غریب، اعلیٰ اور ادنیٰ نسب کے تمام تر تعلقات کو ختم کر دیا۔ یوں عدل کے قیام میں دنیا کے سامنے نئے نظائر اور جدید شواہد سامنے آئے جن سے انسانیت اس سے قبل محروم تصور کی جاتی تھی۔ کمی زندگی میں اگرچہ نفاذِ عدل کے تقاضے موجود نہ تھے مگر دینِ حق کی پیشکش میں کوئی امتیاز روانہ رکھا۔ یہ دعوت سب کے لیے یکساں تھی۔ اس کی قبولیت کے لیے حلال تھا تو سب کے لئے، حرام تھا تو سب کے لیے حرام تھا۔ شریعت کے ضابطے رنگ و نسل، علاقہ اور زبان کے تصورات سے ماوراء تھے۔ اور سب کے لیے یکساں لائق

تعیل تھے۔ پیغمبر آخر از ماں صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری دنیا میں عدل قائم کرنے کی دعوت دی۔ لوگوں کے درمیان انصاف کرنے کی نہ صرف دعوت دی بلکہ قیامِ امن کی تمام صورتوں کو بروئے کار لائے اور مختلف طبقات کے درمیان پائی جانے والی بے اعتدالیوں کا مداوا کیا۔ بچوں، عورتوں، ضعیفوں، غلاموں، مزدوروں حتیٰ کہ جانوروں، درختوں اور فصلوں تک کے ساتھ حق و انصاف کی ایک اصولی تعلیم دی گئی ہے۔ دوست تو کجا، دشمن کے ساتھ بھی انصاف کا روایہ اختیار کرنے کی تعلیم دی گئی۔ اسلامی شریعت میں عدل کی اہمیت قرآنی آیات اور اُس وہ رسول سے واضح ہو جاتی ہے۔ عدل چونکہ صفاتِ الٰہیہ میں شامل ہے، اس لیے قرآن مجید میں حق تعالیٰ نے اسے اپنی کائنات اور اپنی سر زمین پر قائم کرنے کا بھی حکم دیا ہے۔ سورۃ النحل میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعُدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَا عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعْنَكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾... اخْلُلُ اللَّهِ تَعَالَى عَدْلًا وَاحْسَانًا اور صَلَهُ رَحْمَةً رَحِيمًا کا حکم دیتا ہے اور برائی، بے چیائی اور ظلم و زیادتی سے منع کرتا ہے، وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم سبق حاصل کرو۔

عدل اجتماعی

شریعتِ الہیہ میں عدل کا کیا مقام ہے؟ اس کے قیام پر کس درجہ توجہ دی گئی ہے؟ فرانس نبوت میں اسے کیونکر شامل کیا گیا ہے نیز عام مسلمانوں کو عدل کی روشن اختیار کرنے کی تعلیم کیوں دی گئی ہے؟ ان سب امور پر ہمیں بھرپور توجہ دینی چاہئے۔ عدل کا ہماری عملی زندگی سے ایک گہرا تعلق ہے۔ لیکن انفرادی دائرے سے آگے بڑھ کر اسلام ہمیں عدلِ اجتماعی کو اختیار کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ یوں عدل انفرادی زندگی کو متاثر کرنے کے بعد دینی اجتماعی شکل میں معاشرتی، معاشی، قانونی اور سیاسی پہلوؤں کو متاثر کرتا ہے۔ اسلام پہلی صدی کے آخر تک تین برا عظموں کو منحر کر چکا تھا۔ یہ اعجاز آفرینی اسلام کے عادلانہ پیغام کے باعث ہے۔

اسلام نے دنیا کی دوسری اقوام کو جس تیزی اور سرعت کے ساتھ اپنے اندر سمولیا، یہ تاریخ ساز پہلو اسلام کے عدل اجتماعی کے باعث ہے۔ اسلام اور دین شریعت کی عادلانہ روشن نے اس نظام زندگی



کے تمام تر روش امکانات کو اہل دنیا کے سامنے واضح کیا اور انہوں نے جو ق در جو ق اسے تسلیم کر لیا، اسلام کے اس عادلانہ پہلو کی تعریف میں سینکڑوں مستشرقین اور یورپی اہل علم رطب اللسان دکھائی دیتے ہیں۔ آئیے ہم عدل کے انفرادی، اجتماعی، معاشرتی، سیاسی، معاشی اور قانونی پہلوؤں کا بالتفصیل جائزہ لیں۔

جہاں تک انفرادی عدل کا تعلق ہے، اسلام نے ایک فرد کے لیے حقوق و فرائض کا ایک دائرہ کھینچ دیا ہے، اسے حلال و حرام کی واضح تمیز عطا کر دی گئی ہے۔ اسے ظلم، شرک، بد دیانتی، بد عہدی، بد کرداری، دھوکہ بازی، دجل، فریب اور اخلاقی فاسدہ کے تمام پہلوؤں سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔

پیدائش سے موت تک ایک مسلمان کو معاشرے کے مختلف اداروں اور معاملات سے تعلق استوار کرنا ہوتا ہے۔ شریعت نے ایک فرد کی حیثیت سے ہر جگہ اسے عدل اختیار کرنے کی تلقین کی ہے۔ قرآن مجید نے سورہ مائدہ میں عدل کے اسی پہلو کو متعارف کرتے ہوئے ہمیں تلقین کی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءِ بِالْقِسْطِ وَلَا يَبْغِي مَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ إِلَى أَلَّا تَعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ إِلِي التَّقْوَىٰ وَأَنَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ﴾ ... المائدہ ۱۸...
...الماہدہ“ اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ کی خاطر راستی پر قائم رہنے والے اور انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بنو۔ کسی گروہ کی دشمنی تم کو اتنا مشتعل نہ کر دے کہ انصاف سے پھر جاؤ۔ عدل کرو، یہی خدا ترسی سے زیادہ مناسب رکھتا ہے، اللہ سے ڈر کر کام کرتے رہو، جو کچھ تم کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ اس سے پوری طرح بخبر ہے۔

پھر ایک دوسرے مقام پر قرآن مجید میں یوں بیان کیا گیا: قُلْ أَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ”کہہ دو میرے پروردگار نے (مجھے) انصاف کرنے کا حکم دیا ہے۔“ قسط کا لفظ بھی عدل ہی کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں عدل کی اس مترادف اصطلاح کو 22 مرتبہ استعمال کیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں مومنوں کی صفات میں عدل گسترشی کو ایک اہم مقام دیا ہے۔۔۔ سورہ اعراف ۱۸ میں بیان ہوا ہے:

﴿وَهُمَنَّ خَلَقْنَا أُمَّةً يَهُدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ﴾ ... الْأَعْرَاف٢١٨...
میں سے ایک وہ لوگ ہیں جو حق کا راستہ بتاتے ہیں اور اس کے مطابق انصاف بھی کرتے ہیں۔“ دین و

شریعت کا علم رکھنے والے اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں کہ اسلام انفرادی تربیت کے نتیجے میں ایک اجتماعی ماحول پیدا کرنا چاہتا ہے۔ تمام عبادات کا مزاج اجتماعیت پسندانہ ہے۔ مسجد، مکتب اور معاشرہ بھی اجتماعی ادارے ہیں۔ عدل اجتماعی کا تقاضا ہے کہ یہ عدل کے عالمگیر پہلو کو سامنے لا سکیں۔ عدل کا عمل فرد، خاندان، معاشرہ اور ریاست کے تمام اداروں کے ساتھ متعلق ہے۔ حقوق الارواح، حقوق والدین، حقوق الزوجین، ہمسائے کے حقوق، وراثت کے حقوق، بنیادی حقوق حتیٰ کہ نفس کے حقوق سے لے کر عالمی حقوق تک کے ہر مرحلے کے لئے شریعت کی ترجمانی ہمارے سامنے ہے۔

جنگ و جہاد میں اسلام نے مفتون ہمین کے حقوق تک کے ہر مرحلے کے لئے شریعت کی ترجمانی ہمارے سامنے ہے۔ جنگ و جہاد میں اسلام نے مفتون ہمین کے حقوق کو کس شان کے ساتھ مرتب کیا ہے۔ بیشاقِ مدینہ میں ایک اسلامی ریاست کی حدود میں بسنے والے مختلف مذاہب اور ملتوں کے افراد کے حقوق کو بھی تحفظ دیا گیا ہے۔ اسلام نے عدل اجتماعی میں معاشرتی حقوق کو بہت نمایاں مقام دیا ہے۔ نام و نسب کے حوالے سے دُنیا میں بہت سے قتلے موجود ہیں۔ قرآن مجید نے انسان کی تخلیق کا ذکر کرتے ہوئے ہر قسم کے معاشی امتیاز اور جاہلیت کی جڑ کاٹ دی ہے۔ وحدتِ آدم کا درس سورۃ النساء کی پہلی آیت میں یوں دیا گیا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِّنْ نُّفُسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسأَلُونَ بِهِ وَالْأَرْضَ حَمَرٌ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَّقِيبًا﴾ ... النساء لغو! اپنے رب سے ڈرو، جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا ابنا یا اور ان دونوں سے بہت مردوں عورت دنیا میں پھیلا دیئے۔ اس خدا سے ڈرو! جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حق مانگتے ہو اور رشتہ قرابت کے تعلقات کو بگاڑنے سے پر ہیز کرو۔ یقین جانو کہ اللہ تم پر گرانی کر رہا ہے۔ ”انسانی معاشرت میں رنگ و نسل کے امتیازات کے باعث بے انصافی کو فروغ ملتا ہے۔

قرآن مجید نے سورۃ الحجرات میں افراد کے امتیازات کو رنگ و نسل کی بجائے عبادات و تقویٰ سے



جوڑ دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاهُم مِّن ذَرَّةٍ وَأَنثَى وَجَعَلْنَاهُمْ شَعُوبًا وَقَبَائِيلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتَقْلِيمُ...﴾^{۱۳} الحجرات "اے انسانو! ہم نے تم کو ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہاری مختلف قویں اور خاندان بنائے تاکہ ایک دوسرے کی پیچان کر سکو۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز و ہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ معاشرتی عدل کی اہمیت کا اندازہ ہمیں خطبہ حجۃ الوداع کے اس حصے سے بھی ہوتا ہے جس میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے لوگو! تم سب آدم سے ہو اور آدم مٹی سے بنایا گیا، نسب قابل فخر بات نہیں۔ کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی فو قیت نہیں تم میں سے سب سے زیادہ معزز و ہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔" معاشرتی عدل کے نمونے تاریخ اسلام کا انمول سرمایہ ہیں۔ عدل کا یہی وہ پہلو ہے جس نے غلاموں کو آقاوں کے برابر ہی نہیں، ان کی قیادت میں کام کرنے کا عظیم درس دیا ہے۔ باختیص عورتوں کو اسلام نے جو حقائق دیے، وہ معاشرتی عدل کا سب سے عظیم پہلو ہے۔

اسلام، دنیا کا واحد دین ہے جس نے عورت کے شرف کا تحفظ کیا اور بلند ترین مقام سے نوازا ہے۔ اسی طرح معاشرتی عدل میں بیوہ اور تینوں کے حقوق کی پاسداری کا جو درس دیا گیا ہے، وہ بھی قابل توجہ ہے۔ اسلام اپنے ماننے والوں کو ایک اجتماعی نظام میں پر و کران کا ایک معاشرہ اور ان کی ایک ریاست قائم کرنا چاہتا ہے۔ مدینہ کی ریاست عدل اجتماعی کا گھوارہ ہے۔ اسلامی ریاست میں اگر سیاسی عدل کو قائم کیا جائے تو اس کے نتیجے میں افراد کو اداروں کو ہر نوعیت کے ظلم سے چھکارا نصیب ہوتا ہے۔ ریاست ایک قوت کا نام ہے جس کے زیر سایہ مختلف افراد اور ادارے عدل سے کام لیتے ہیں اور ریاست ہر قسم کے ظلم اور جبر کا دفاع کرتی ہے۔ سیاسی عدل کے حوالے سے ریاست افراد کو انتظامی اداروں کے ظلم سے بھی محفوظ رکھتی ہے۔ اگر سیاسی عدل کو برقرار نہ رکھا جائے تو معاشرے اور ریاست کا وجود معرض خطر میں آ جاتا ہے۔

کنز العمال کی ایک حدیث ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کو انتظام کی اہمیت سے

باخبر کرتے ہوئے فرمایا: "اے ابوذر! تم کمزور آدمی ہو اور حکومت کا منصب ایک امانت ہے۔ یہ منصب قیامت کے دن رُسوائی اور ندامت کا باعث ہو گا بجز اس شخص یا عہدہ دار کے جس نے اپنے عہدے کا حق ادا کرنے کی کوشش کی ہوگی اور خود پر عائد شدہ داری ذمہ داری کما حقہ ادا کیا ہوگا۔" تاریخ اسلام میں خلافتِ راشدہ سیاسی عدل کی بہترین مثال ہے۔

معاشی عدل

عدل کی مختلف اقسام اور نواعتوں میں ایک نازک تر پہلو معاشی عدل کا ہے۔ آج پوری دنیا معاشی لوٹ کھسوٹ، سود، ذخیرہ اندوزی، نفع خوری اور اسراف و تبذیر کے شکنجدوں میں جکڑی نظر آتی ہے۔ اسلام معاشی ظلم کی ہر شکل کو مٹانا چاہتا ہے اور معاشی لحاظ سے ایک عادلانہ معاشرے کا تمناً ہے۔۔۔ قرآن مجید میں سورۃ البقرۃ میں مسلمانوں کو تعلیم دی گئی ہے:

﴿وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا إِلَيْهَا إِلَى الْحُكَمَاءِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا
مِّنْ أَمْوَالِ الظَّالِمِينَ إِلَّا إِنَّمَا تَعْلَمُونَ﴾ ۱۸۰.. البقرۃ اور آپس میں ایک دوسرے کے اموال باطل طریقوں سے نہ کھاؤ اور نہ حاکموں کے آگے اُن کو اس غرض کے لیے پیش کرو کہ تمہیں دوسروں کے مال کا کوئی حصہ قصد اعظمانہ طریقے سے کھانے کا موقع مل جائے۔ قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت نے معاشی عدل کے لحاظ سے تیکوں کے اموال کے بارے میں احتیاط ملحوظ رکھنے کی تعلیم دی ہے۔ نفع کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔ کم تو نے والوں کے لیے تباہی کا ذکر کیا ہے۔ اسراف و تبذیر سے بچنے کی تلقین کی ہے۔ مال و دولت پر سانپ بن کر بیٹھنے اور ارتکاز دولت کو ممنوع قرار دیا ہے۔ یوں اسلام معاشی عدل کے ایک ایسے پہلو کو پیش کرتا ہے جس سے اسلامی معاشرہ ہر قسم کی لوٹ کھسوٹ اور معاشی ناہمواریوں کی تباہ کاریوں سے محفوظ ہوتا ہے۔

قانونی عدل

قانونی عدل کی سب سے اہم نوعیت قانونی عدل ہے۔ شریعت معاشرے میں ہر نوعیت کے ظلم اور حق تلفی کا ازالہ کرتی ہے اسلام، کسی فرد / ادارے یا ریاست تک کوئی اس امر کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ

کسی کی حق تلفی کرے یا ناحق مال ہڑپ کرے یا کسی کی عزت نفس کو مجروح کرے۔ شریعت ہر فرد کی جان و مال اور مسلمہ بنیادی حقوق کی حفاظت کرتی ہے۔ لیکن بعض وہ حقوق بھی فرد کو عطا کرتی ہے جن کا تصور آج کے جدید اور مہذب معاشروں میں موجود نہیں۔

اسی لیے سورۃ النساء میں حکم دیا گیا: **وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ** اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل و انصاف کے ساتھ کرو۔“ اسلام نے عدل و انصاف کے ضوابط متعین کر دیے ہیں۔ حدود کا نظام واضح اور تعزیرات کو جرام کی نوعیت کے مطابق اختیار کرنے کی حدود بتا دی ہیں۔ یہی باعث (وجہ) ہے کہ جس معاشرے میں اسلامی قوانین کا اطلاق اور نفاذ ہوتا ہے وہاں بدامنی ظلم اور لوٹ کھسوٹ کا خاتمہ ہوتا ہے۔ فرد کے جان و مال اور عزت و ناموس کو تحفظ ملتا ہے۔

ہر فرد کی معاشری کفالت کی ذمہ دار ریاست ہے۔ اسلامی قانون میں حلال و حرام واضح اور حدود تعزیرات متعین ہیں۔ مگر انفرادی اجتماعی، معاشرتی، سیاسی، معاشری اور قانونی عدل اسی وقت قائم ہو سکتا ہے جب کہ اسلامی ریاست اپنے تمام اداروں سمیت قائم ہو، احتساب کا عمل پختہ ہو اور مناصب پر خداترس، مستحق اور ایماندار لوگ فائز ہوں۔ یہی باعث ہے کہ قرآن نے ہمیں حکم دیا ہے:

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤْمِنُوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ مسلمانو! اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت کے سپرد کرو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو۔“ قیام عدل کے بغیر شرف انسانی کا تحفظ ممکن نہیں۔ اس کے لیے انفرادی اور اجتماعی ہر دو سطح پر کوششیں ہونا چاہئے۔

اگر وحی الہی کے مطابق عدل گستربی نہ کی جائے تو یہ مشرکانہ، فاسقانہ اور کافرانہ طرز عمل ہے۔ قیام عدل کے بغیر امن ممکن نہیں جو ایک مہذب ریاست کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ تاریخ انسانی، خلافت علی منہاج النبوة سے بہتر عادلانہ معاشرے کی آج تک کوئی دوسری مثال پیش نہیں کر سکی۔ جس کی پیروی میں تاریخ اسلام نے ہر دور میں عدل کی روشن حکمت آموز اور بصیرت افروز مثالیں قائم کی ہیں۔



وفاقی شرعی عدالت کے حالیہ فحصے کے خلاف اسٹیٹ بینک کی اپیل

چند قابل غور پہلو

مفتي محمد رفique بالاكوئي

وفاقی شرعی عدالت نے مورخہ ۲۸ اپریل ۲۰۲۲ء کو انسدادِ ربا کے بارے میں جو فیصلہ صادر فرمایا تھا، اس فیصلہ کو ۲۵ مئی ۲۰۲۲ء سپریم کورٹ آف پاکستان میں چلنج کر دیا گیا ہے، یہ اپیل اسٹیٹ بینک آف پاکستان کی طرف سے دائر کی گئی ہے، اپیل میں کیا موقوف اختیار کیا گیا؟ اس کے مندرجات فنی و انتظامی لحاظ سے کس قدر مضبوط یا کمزور ہیں؟ اس کا فیصلہ ماہرین قانون کا کام ہے، ہم نے یہاں سریدست دو باتوں پر غور کرنا ہے:

1- اسٹیٹ بینک کیا ہے؟ اس کا ضابطہ کار اور دائرہ اختیار کیا ہے؟

2- وفاقی شرعی عدالت کیا ہے اور اس کا ضابطہ کار اور دائرہ اختیار کیا ہے؟

اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے بنیادی وظائف میں، نوٹوں کا اجراء، مالی انصباط گمراہی، بینکوں کا بینک ہونا، حتیٰ قرض دہندا، حکومت کے لیے بینکر ہونا اور زری پالیسی کا انتظام، جب کہ ثانوی وظائف میں رابطہ کاری، سرکاری قرضوں کا انتظام، زریمبادلہ کا انتظام، حکومت کو معاشی مشورے دینا اور بین الاقوامی مالی اداروں کے ساتھ تربیتی روابط رکھنا۔ نیزاب اسٹیٹ بینک، مرکزی بینک کی روایتی ذمہ داریوں سے آگے بڑھ کر ترقیاتی امور میں شرکت بھی کرنے لگا ہے، مثلاً: پاکستان میں بینکاری نظام کا احیاء، نئے مالیاتی اداروں کا قیام، بیرونی ممالک سے لیے گئے قرض کے استعمال میں راہنمائی اور اعانتی قرضوں کی فراہمی وغیرہ بھی

ماہنامہ انصباطی

ریج الارڈ 1444ھ

اکتوبر 2022ء

اسٹیٹ بینک نے اپنے کاموں اور ذمہ داریوں میں شامل کر رکھی ہے۔

(۱) جبکہ وفاقی شرعی عدالت، ۱۹۸۰ء میں مختلف کوڑس کے شریعہ پنجز کے اختتام و انضام کے طور پر وجود پذیر ہوئی، جو جزل ضیاء الحق مرحوم کے دینی کارناموں میں شمار کی جاتی ہے، اس عدالت کا دستوری دائرہ کاریہ متعین کیا گیا تھا کہ ملک میں نافذ العمل قوانین کے قرآن و سنت کے موافق یا مخالف ہونے کی سماعت کرے اور متعلقہ اداروں کو ہدایات جاری کرے، چنانچہ اس عدالت نے ایسے بہت سارے قوانین کو بارہا کا عدم قرار دینے کی کوشش کی، جن کے متعلق عدالت کا یہ خیال بننا کہ وہ قرآن و سنت کے منانی ہیں، یہاں تک کہ ضیاء الحق مرحوم نے خود اپنے جاری کردہ قوانین کی کینیسلیشن کا اختیار بھی اس عدالت کو دے رکھا تھا، جس سے اس عدالت کے اختیارات اور ان کے اثرات پر کافی حد تک اعتماد سازی کا فائدہ حاصل ہوا اور اب تک یہی سمجھا جا رہا ہے، مگر یہ عظیم اختیارات ایسے چار مستثنیات (۲) (۳) کے ساتھ دیے گئے تھے جن کی طرف عموماً دھیان نہیں دیا جاتا اور اس عدالت کے فیصلوں کو محض شرعی اصدارات کے درجہ میں دیکھا جاتا ہے اور جو نجی صاحبان بڑی محتتوں سے سینکڑوں صفحات پر فیصلے سنتے اور لکھتے ہیں، وہ چند سطحی اپیلوں کے سامنے پارچہ پارییدہ بن جاتے ہیں، ان شرعی عدالتوں کے ایسے قبیلی فیصلوں کے سامنے حائل یہ چار طاقت ور مستثنیات پر نظر فرمائیں:

۱- وفاقی شرعی عدالت ملکی دستور کے تحت قائم ہوتی ہے، جس قانون اور دستور کے تحت یہ عدالت وجود میں آتی ہے، یہ عدالت اس قانون کو منسوخ نہیں کر سکتی، یعنی یہ جنم یا فتحہ ادارہ اپنے جنم دہنہ کے خلاف فیصلہ نہیں دے سکتا؛ لہذا دستور میں قرآن و سنت کے خلاف رہ جانے والے امور کی اصلاح کا راستہ وفاقی شرعی عدالت کے علاوہ کوئی اور ہونا چاہیے۔

۲- عدالتی پروسیجر کا استثناء تھا، یعنی ضابطہ دیوانی و ضابطہ فوجداری کا استثناء تھا۔

۳- عدالت بالا کے قیام کے وقت سے ہی ایک مدت کے لیے مالیاتی قوانین کو اس عدالت کے دائرہ اختیار سے باہر رکھا گیا تھا، اس کے لیے مختلف بہانے کیے گئے تھے۔

۴- شخصی قوانین کا استثناء رکھا گیا۔ اس استثناء کے ذریعہ صدر ایوب خان مرحوم کے بنائے ہوئے



مسلم فیصلی لا اے آرڈیننس کا تحفظ مقصود تھا۔ یہ مسلم فیصلی لا اے مغرب زدہ طبقہ اور جدیدیت کا زبردست مظہر تھا۔ (۲) خیر شرعی عدالت نے ان چار استثناؤں کے ساتھ کام شروع کیا، مگر مالیاتی امور سے متعلق استثناء کا تین سالہ دورانیہ کمل ہونے لگا تو ضیاء الحق مرhom نے ۵ سال تک توسعے کر دیا، پھر ۵ سال ہونے لگے تو اسے دس سال تک وسیع کر دیا، پھر ضیاء صاحب کے بعد ۱۹۸۸ء میں جمہوری حکومت آئی تو اس عدالت کے اختیارات حکومت والوپوزیشن کے درمیان آنکھ پھولی کاشکار رہے۔ ۲۳ جون ۱۹۹۰ء کو جب اس عدالت کے اختیارات حکومت والوپوزیشن کے رو برو ۱۱۳ اردرخواستیں جمع ہوئیں، تو بالآخر ۱۶ نومبر ۱۹۹۱ء کو اس عدالت نے بینک انٹرست کو ربا قرار دیا۔

ڈاکٹر محمود احمد غازی مرhom کے بقول: اس فیصلے کو لکھنے کے بعد نظرِ ثانی کی ضرورت تھی، جسے پورا نہ کرنے کی وجہ سے کچھ سقلم رہ گئے تھے اور ضیاء الحق مرhom کی باقیات کے طور پر وجود میں آنے والی اسلامی جمہوری اتحاد (PA) کی حکومت نے جون ۱۹۹۲ء میں اس فیصلے کے خلاف اپیل دائر کر دی، اس کے بعد حکومت نے پیروی نہیں کی اور ۱۹۹۹ء تک یہ تضییہ یوں ہی معلق رہا، اب جب سپریم کورٹ کے بیان نے اس کیس کی سماعت شروع کی تو حکومت نے اس فیصلے کے بارے میں دوبارہ شریعت کورٹ سے نظرِ ثانی کے لیے درخواست دینا چاہی، لیکن سپریم کورٹ نے سماعت جاری رکھی اور ۱۹۹۹ء کو شریعت اپیل بیان نے اپنا فیصلہ سنادیا اور بینک انٹرست کو ایک بار پھر عدالت نے ربا کے تحت داخل قرار دیا، اور یہ بھی قرار دیا کہ جون ۲۰۰۲ء تک یہ مالیاتی قوانین تبدیل کر دیے جائیں، ورنہ خود خود ختم ہو جائیں گے، مگر جون ۲۰۰۲ء کی مقرز رہ تاریخ آنے پر حکومت وقت مزید ایک سال کی مهلت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی، دوسرا طرف اس بیان کے ساتھ نجح صاحبانِ مختلف طریقوں سے ان کے عہدوں سے دور کر دیا گیا اور نیا بیان تشکیل پایا، جس نے یونائیٹڈ بینک کی اپیل پر ۱۹۹۱ء، ۱۹۹۹ء کے فیصلوں کو کا عدم قرار دے کر اتنا ربا والے کیس پر نظرِ ثانی شروع کی۔

یہ وہی معنی خیز نظرِ ثانی تھی جو حکومت وقت شاید ۱۹۹۹ء میں چاہ رہی تھی۔ یہ نظرِ ثانی جون ۲۰۰۲ء سے شروع ہو کر اپریل ۲۰۲۲ء تک دو عشرے کھائی، مگر یہاں بھی فیصلہ وہی دہرایا گیا کہ بینک کا

سود ربا کے زمرے میں آتا ہے، اسے ملکی معیشت سے ختم ہونا چاہیے۔ یہ فیصلہ کیا ہے اور کیسا ہے؟ اس کے بارے میں ہمارا موقف ۱۵ جون ۲۰۲۲ء کو روز نامہ جنگ میں شائع ہو چکا ہے،

(۵) اس فیصلے کے خلاف اسٹیٹ بینک نے نظر ثانی کی درخواست دائر کر کھی ہے، یہاں اس فیصلے کے تاریخی پس منظر اور نظر ثانی کے تسلسل کی روشنی میں چند باتیں ارباب علم و صاحبان داش کی خدمت میں مزید غور و فکر کے لیے عرض کرنا چاہتے ہیں:

۱- مسلمانانِ پاکستان یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ پاکستان میں جب بھی سود کی حرمت سے متعلق کہیں سے بھی مؤثر آواز آتی ہے یا قدم اُختتا ہے تو سود کو دوام و بقاء بخشنے والے مسلمان بھائی مختلف اعتراضات، اشکالات اور تحدیمات کی بوچھاڑ شروع کر دیتے ہیں، اور اس کے خلاف کھلے عام ایسی حجاز آرائی شروع ہو جاتی ہے کہ حرام کہنے والے دفاعی پوزیشن پر چلے جاتے ہیں، یہاں ایک سچا مسلمان پاکستانی یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ آیا یہ ملک اسلام پسندوں کا ہے یا صرف اسلام بے زاروں کا ہے؟

۲- پاکستان میں نظریہ پاکستان کی منزل یا بھی کے لیے ۱۹۷۸ء سے تا حال جب بھی اسلامی نظام بالخصوص معیشت کی اسلام کاری کے حوالے سے اقدامات ہوئے، انہیں خوب سراہا گیا اور ایسے بعض اقدامات آئین کا حصہ بھی بن گئے، مگر ان پر عمل درآمد کے لیے آئینی اور انتظامی رکاوٹیں کھڑی ہو جاتی رہیں۔ غور کا مقام یہ ہے کہ ہمارے مخلص کوشاں طبقے نے اپنی جہد مسلسل کو جاری رکھا، مگر ان رکاوٹوں کے اصل ذمہ داروں کا تعین اور ان کے ازالہ کی تدبیر سے روشناس نہیں فرمایا، جس سے کئی ابهامات پیدا ہوتے رہتے ہیں۔

۳- ۱۹۹۰ء کے بعد جب سے اتنائی ربا کے لیے عدالتی راستہ اپنایا گیا ہے، اس وقت سے تا حال جب بھی کسی عدالت نے حرمتِ ربا کا فیصلہ سرزد کیا، اس کے خلاف اس سے بڑا انتظامی یا آئینی ادارہ سامنے آیا اور ہمیشہ ماتحت عدالت کے دائرة اختیار اور متعلقہ فیصلے کے فنی سقماں کو بنیاد بنا یا گیا۔ یہاں غور کا پہلو یہ ہے کہ آیا سود کو حرام قرار دینے والے جزو اپنے ادارے کی آئینی حدود، اپنے اختیارات سے ناواقف اور اپنی ضروری مہارتوں سے بے بہرہ تھے؟ یا پھر اس قسم کی عدالتیں اپنے آئینی وجود میں اس

قابل نہیں ہیں کہ ان کے فیصلوں کو قبولیت اور پذیرائی مل سکے؟ ہمارے خیال میں دوسرا پہلو رانج ہے۔ اگلے نمبر میں اس کی مزید وضاحت ہے۔

4-وفاقی شرعی عدالت جس عظیم مقصد کے تحت معرض وجود میں آئی تھی، وہ بالکل واضح ہے، مگر روزِ اول سے اس کے فیصلوں کو غیر مؤثر کرنے والے ”چار مستثنیات“ اس عدالت کے ہر فیصلے پر منڈلاتے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ آج تک جب بھی اس عدالت نے انتفاع ربا کا فیصلہ کیا، اسے عدالت کے مقرہ دائرہ اختیار سے تجاوز قرار دے کر کا عدم یا نظر ثانی کا مستحق ٹھہرایا گیا۔ یہاں پر مخلص مسلمان سوچنے پر مجبور ہو رہے ہیں کہ آیا اس عدالت کا دائرة کا ر محض کاغذات کے پلندے تیار کرنے تک محدود ہے؟ ان عدالتوں سے وابستہ ماضی یا حال کے نجح صاحبان کے قیمتی اوقات اور محنتیں محض بہکادا اور بہلا دا ہیں؟ اس ظاہری تاثر کے تحت یہی کہا جاسکے گا کہ وفاقی شرعی عدالت خود عدل و انصاف کی محتاج ہے۔ اس کے فیصلوں کو آئینی حیثیت دلانے کے لیے خود اس عدالت کو انصاف فراہم کیا جائے اور جن نجح صاحبان نے ماضی یا حال میں اس عدالت میں خدمات انجام دی ہیں، ان کی خدمات کو کا ربعت کی بجائے کارآمد قرار دینے کی کوئی تدبیر کی جائے۔

اس معزز عدالت اور فاضل بھوں کے ساتھ مذاق بند کیا جائے، بصورتِ دیگر پاکستان میں وفاقی شرعی عدالت جیسے اداروں کو اسلام اور نظریہ پاکستان کے ساتھ تمسخر اور مذاق ہی سمجھا جائے گا۔ 5-اسٹیٹ بینک کی جانب سے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف نظر ثانی کی اپیل نے اس کی اپنی پوزیشن، اپنے ماتحت کام کرنے والے بینکوں اور ان بینکوں کے ذمہ داروں کے بارے میں کئی ابهامات واضح کر دینے ہیں۔ اب یہ غور کرنا ہو گا کہ:

(الف)؛ اسٹیٹ بینک آف پاکستان، حکومت پاکستان کے زیر انتظام نہیں رہا، بلکہ ”منی ریاست“ کے نعروں کی گونج میں آئی۔ ایم۔ ایف کے تابع ہو چکا ہے۔ اب اسٹیٹ بینک سے ہم خیر کی کیا توقع رکھیں؟ یا اس سے نظر ثانی والی اپیل کی واپسی کا اصرار کیسے کر سکتے ہیں؟ یہ اصرار کرتے ہوئے ہم اسٹیٹ بینک کو اسلامی احکام اور ملکی آئین کا پابند قرار دے سکتے ہیں؟

(ب): اسٹیٹ بینک ویسے بھی بینکاری کے عالمی قوانین کے مطابق ولد بینک کی پالیسیوں کا پابند ہوتا ہے اور اسٹیٹ بینک کے واسطے سے سارے نسلکہ بینک اصولاً، انتظاماً ان پالیسیوں کے پابند ہوتے ہیں۔ اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے ہمارے لیے کیسے ممکن ہوگا کہ اسٹیٹ بینک کے اجازت نامہ کے طفیل وجود میں آنے والے بعض بینکوں کو اسٹیٹ بینک کی علاوی ہم نوائی پر ملامت کریں اور دوسرے بعض کو خاموش التزام پر کچھ نہ کہیں؟

(ج): اگر کوئی بینک خود کو اسٹیٹ بینک کی انتظامی پالیسیوں کے التزام سے مستثنی سمجھتا ہے تو اس پر لازم ہوگا کہ وہ اس موقع پر گھل کر اسٹیٹ بینک کی مخالفت میں عدالت میں کھڑا ہو، بصورتِ دیگران کا طرزِ عمل، مجرمانہ خاموشی اور خاموش تائید شمار ہوگی۔ اس اخلاقی چیز کی رو سے اسٹیٹ بینک کی اپیل کی حمایت میں جن بینکوں کے نام لیے جا رہے ہیں، ان کی طرح اسٹیٹ بینک کی N-O-C سے بینکنگ مارکیٹ میں آنے والے نام نہاد اسلامی بینک بھی برابر کے مجرم ہیں، اس لیے کہ اس ہم نوائی یا پیروی میں اسٹیٹ بینک کی اپیل جس شرعی دفعہ کے تحت جرم ہے، اسی دفعہ کے تحت اس کے ماتحت تمام بینک بھی مجرم ہیں، اس لیے کہ اب یہ سمجھنا مشکل نہیں ہونا چاہیے کہ جنم پذیر جنم دہنہ کے تالع ہوتے ہیں۔

(د): اسٹیٹ بینک کی اس رٹ سے یہ بھی واضح ہوا کہ جزءِ ہمیشہ اپنے کل کا تابع ہوتا ہے، جب کل اصلاح کے قابل نہ ہو یا قابل اصلاح ہو، مگر اصلاح نہ کی جائے تو اس کے اجزاء کی اصلاح کا دعویٰ محض فریب ہی ہو سکتا ہے، فی زمانہ بطورِ خاص سوچنا چاہیے کہ جس اسٹیٹ بینک کو ہمارے بعض علماء کرام بڑے بڑے اسلامی تمغوں سے نوازتے ہوئے اپنے بینکوں کو اسلامی لاکینسس یافتہ قرار دیا کرتے تھے، اب ان کے دعووں کی صداقت کا کوئی عنوان نہیں بچا، باخصوص ہمارے اسٹیٹ بینک کے مغرب بیاہ جانے کے بعد ہمارے پاس کیا جواز بچتا ہے کہ ہم اس اسٹیٹ بینک کے اسلامی جذبات اور اسلامی بینکاری کے شوق اور فروغ کے گنگا تے پھریں!

(ھ): اس واضح صورتِ حال کے بعد اسٹیٹ بینک اور (بجا یا بے جا طور پر) اس کی ہم نو اچاروں بینکوں کے بارے میں بینکوں سے وابستہ ہمارے معزز علماء کرام کا مؤقف قطعی غیر مبہم ہو جانا چاہیے

تھا، مگر حیرت یہ ہے کہ اسٹیٹ بینک، اس کے شریعہ ڈیپارٹمنٹ اور اس کی ملازمت کے بارے میں کسی کا کوئی رِ عمل، احتجاج، استغفار، یا قطع تعلقی کا کوئی اعلان سامنے نہیں آیا۔

ہمارے بعض احباب نے صرف چار بینکوں کے بائیکاٹ پر ”دعوتِ دین“ کا فریضہ سنچال رکھا ہے، مگر وہ بھی اس احتیاط کے ساتھ کہ ان چار بینکوں کی اسلامی کھڑکی کے پھرے داروں ہاں سے استغفاری دینے کے شرعاً و اخلاقاً پابند نہیں ہیں۔

(و): اسٹیٹ بینک کی اس اپیل سے ہمارے اسلامی بینکرز کے وہ دعوے بھی پایہ ثبوت کو پہنچ چکے ہیں کہ اسٹیٹ بینک نے انہیں اسلامی اصول پر تجارت کی اجازت دے رکھی ہے اور سودی معاملات سے استثناء دے رکھا ہے۔ حالیہ فیصلے کے خلاف اسٹیٹ بینک کی اپیل کے بعد کم از کم ہمارے ان معزز احباب کو اسٹیٹ بینک کی کلی اسلامیت اور اس سے مستفاد اپنی جزوی اسلامیت کے راگ الاضمہ ہوئے احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ فرم حم الله من أنصاف و بارك الله لمن حرم حرامہ وأحل حلاله، آمين

حوالی و حوالہ جات

ا:- دیکھیں: 4B و 4C اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ (1956ء) :- ”قانون“ میں کوئی رسم و رواج شامل ہے جو قانون کا اثر رکھتا ہو، مگر اس میں دستور، مسلم شخصی قانون، کسی عدالت یا ٹریبیونل کے ضابطہ کار سے متعلق کوئی قانون یا، اس بات کے آغازِ نفاذ سے [دس] سال کی مدت گزرنے تک، کوئی مالی قانون یا محصولات یا فیسوں کے عائد کرنے اور جمع کرنے یا بیمه کے عمل اور طریقے سے متعلق کوئی قانون شامل نہیں ہے: آرٹیکل ۲۰۳ ب۔ (ج)، آئین پاکستان ۳: - غازی، محمود احمد، اسلامی بیکاری - ایک تعارف، ص: ۹۵-۹۶، زوار اکیڈمی، ۲۰۱۰ء، ص: ۵-۷: ایضاً، ص: ۹: اتناعِ ربا..... وفاقی شریعت عدالت کا فیصلہ (jang.com.pk)

بُشَّرَيْ يَا هَنَامَةَ الْبَيَنَاتِ كَرَأَيْ



یہ اہل جنوں بتلائیں گے کیا دیا ہے ہم نے عالم کو

سیاہ زدگان پاکستانی گھر انوں کی ابتدائی امداد سے کامل بحالی تک کا سفردار انتقوی کے سات

سفیان علی فاروقی

کسی بے آسراء سے ہم، سہارے بانٹ لیتے ہیں
 خوشی کے روز آؤ، چاند تارے بانٹ لیتے ہیں
 مجھے مایوس آنکھوں کی نئی اچھی نہیں لگتی
 میرے کاندھے پر سر رکھو، خسارے بانٹ لیتے ہیں
 کسی کو میں سہارا دوں، کسی کو تم سہارا دو
 ہمارے گرد ہیں لاکھوں بچارے، بانٹ لیتے ہیں

وہ جب مشورہ کر رہے تھے تو ان کے ذہن میں لازمی وہ سارا منظر گھوما ہو گا وہ منظر نہیں بلکہ حقیقت ایک تباہ حقیقت اور حقیقت بھی پوری زندگی پر محیط، ایک مسلمان ہونے کے ناطے اپنے محبوب پیغمبر ﷺ کا ابدی پیغام اپنی آنے والی نسلوں تک پہنچانے کی جدوجہد اور اس ملک پاکستان کے غریب ترین طبقہ میں شرح خواندگی کی اضافے کی جدوجہد، جس طبقہ کے لیے ہمارے اچھے عصری اداروں میں کوئی جگہ نہیں، انہیں معاشرے کا ایک بے ضرر اور بہتر فرد بنانے کی جدوجہد اور اپنی نسلوں کو ایک امت وحدہ بنانے کی جدوجہد اور اس کے بدالے میں عالمی سامراج اور طاقتور استعمار سے لیکر اپنے معاشرے اور اپنی حکومت کی طرف سے کھڑی کی جانے والی رکاوٹوں کی تباہ حقیقت، وہ معاشرے کا سب سے کمزور سمجھا جانے والا طبقہ

ماہنامہ انتقوی

ریج الارول 1444ھ

اکتوبر 2022ء

جسے ”بھیک منگا“، ”دو ٹکے کاملاً“، ”کہا جاتا ہے جی بالکل وہی ملاں آج اپنے پروردگار کے حضور گڑگرا کر آہ وزاری بھی کر رہا تھا اور عملی طور پر میدان میں اترنے کا مشورہ بھی، اس کی آنکھوں میں آنسو اور ان آنسوؤں میں جھملاتی پر عزم نگاہیں، وہ زبان جو قال اللہ و قال الرسول ﷺ کی صدائیں بلند کرتی سیلاں سے متاثرہ پاکستانی خاندانوں کے لیے آواز لگا رہی تھی۔

پورے ادارے میں ایک ایم جسی لگ گئی ادارے کا ہر فرد اپنے متاثرہ بین بھائیوں کے لیے جو بن سکا وہ کرنے لگا، ایک پہرث تھی، ایک دلوہ تھا، ایک جذبہ تھا جو بے سرو سامانی کے عالم میں نظر آیا بات بات میں جب بڑوں کی طرف سے کہا جاتا کہ آپ کام شروع کریں اللہ مدد کرے گا اور ہم اپنے حصے کا دیا جلاںیں گے تو یقین کریں سب میں بھلی کوند جاتی، تمام تقاضے دوسرے نمبر پر چلے گئے اور تو اور طالب علموں کا جذبہ بھی دیدنی تھا ساری رات ٹرک لوڈ کروانا اور صبح وقت پر کمرہ امتحان میں پہنچنا، تصویر کریں کیا عالم ہوگا، شعبہ بنیں کے ساتھ ساتھ شعبہ بنات کی طرف سے بھی آوازیں آنا شروع ہو گئیں کہ ہمیں بھی خدمت کا موقع فرائیں کیا جائے، جی جناب یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہمارے ہی معاشرے کی ایلیٹ کلاس تسلیم کرنے کو تیار نہیں اور یہی بوری یا نشین سب سے پہلے سیلاں زدگان کی اشک شوئی کرنے، انہیں دوبارہ زندگی کی طرف لوٹانے کے لیے پہنچے اور دنیا نے تسلیم کیا کہ جب بھی کوئی قدرتی آفت آجائے یا ملکی سماں کا مسئلہ ہو تو یہ اہل مدارس ہی ہیں جو سب سے پہلے میدان عمل میں اترتے ہیں اور بے لوث اپنی خدمات سر انجام دیتے ہیں۔

جامعہ داراللتقویٰ کے شعبہ رفاهی امور میں آج کل سرگرمیاں معمول کی روئین سے ہٹ کر ہو رہی ہیں، باقی شعبوں کے افراد بھی اب اس کا حصہ بن چکے ہیں اور اپنی دیگر ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ شعبہ رفاهی امور میں بھی خدمات سر انجام دے رہے ہیں جامعہ کا شعبہ رفاهی امور پہلے ہی عمومی فلاں و بہبود کے بے شمار منصوبوں پر کام کر رہا ہے جس میں متعدد واٹر فلٹریشن پلانٹ لگانا، مستحق افراد خصوصاً طلباء میں ادویات کی مفت فرائی، مستحق گھرانوں تک ماہانہ راشن، رمضان المبارک میں مستحق افراد کے لیے رمضان راشن پروگرام، میت کے لیے غسل اور کفن کا انتظام۔ اب غسل اور کفن کے انتظام کو مزید وسیع اور منظم کرنے کے

لیے ترتیب وار پورے لاہور میں حلقے بنائے جا رہے ہیں اس سلسلہ میں شعبہ رفاهی امور کو ہر علاقے کے مقامی رضا کار بھی درکار ہیں جو اس فلاجی خدمت میں ادارے کے معاون بینیں اور غسل و فن کے شعبہ کو اپنی خدمات پیش کریں۔

ان شاء اللہ عنقریب فرمی ڈسپنسریز بھی قائم کی جا رہی ہیں جہاں مستحق افراد کا مفت علاج ہوگا اس سلسلہ میں بھی ہمیں کچھ ڈاکٹر زد رکار ہیں جو ڈسپنسریز میں ایک مخصوص وقت کے لیے اپنی خدمات سر انجام دیں، اسی طرح میت گاڑی اور ای بولینگز لینے کا بھی ارادہ کر لیا گیا ہے اور بھی بہت سارے پروگرامز ہیں جو ان شاء اللہ اپنے اپنے وقت پر شروع کر لیے جائیں گے۔

جامعہ دارالتوحی نے ”ابتدائی امداد سے مکمل بحالتک“ کے سلوگن کے تحت اللہ تعالیٰ کی بھروسہ پور مدد اور آپ حضرات کے تعاون سے سیالب زدگان کی امداد کا بیڑا اٹھایا اور الحمد للہ ادارے کے افراد دن رات محنت کر کے حقیقی مستحق افراد تک لوگوں کی امانتیں پہنچا رہے ہیں باوجود اس کے کہنا مساعد حالات ہیں، روڈ بنڈ، ٹوٹی پھوٹی سڑکیں، کشتیوں کا سفر، غیر محفوظ علاقوں میں مستحقین تک پہنچنا اور سب سے مشکل کام دور دراز اور مشکل ترین علاقوں میں حقیقی مستحق افراد تک پہنچنا اور ان کے مسائل سن کر اس کے مطابق انہیں امداد دینا جس میں ہمارے افراد نے پوری جانشنا اور ہمت سے کام لیا ادارے کے بڑوں کی مکمل توجہ اور نگرانی میں اللہ تعالیٰ نے ساتھیوں کے لیے بہت سی آسانیاں بھی فرمائیں اور کام کی نوعیت بہت شاندار رہی، بعد میں پاک فونج اور رنجبر کے جوان رہنمائی اور حفاظت کے لیے ساتھ ساتھ رہے جس کی وجہ سے کوئی ناخوش گوار واقعہ پیش نہیں آیا۔

اب تک پنجاب، سندھ، بلوچستان اور خیبر پختونخواہ میں سکھر، مورو، دادو، شہزاد کوٹ، گوٹھ سردار محمد رند، ڈیرہ مراد جمالی، محبت پور، ڈیرہ اللہ یار، صالح پٹ، تونس، راجن پور، فاضل پور، وہوا، بستی روجھان، عمر کوٹ، جلووالی، کalam، سوات، مدین، ٹانک تک ہمارے آپ ریشنرا پریٹ ہو چکے ہیں الحمد للہ۔ سیالب متاثرین کو اب تک کروڑوں روپے کی امداد فراہم کر دی گئی ہے جس میں ہزاروں گھرانوں تک خشک راشن کی فراہمی، ہزاروں لیٹر پانی، لاکھوں کی ادویات، لاکھوں من آٹا، نقد رقم، خشک

دودھ، واٹر کولر، سلنڈر زکی فراہمی، خیمے، واٹر پروف ترپائیں، ٹینٹ، مچھر دانیاں، مچھروں سے حفاظت کے لیے موپل، چٹانیاں، جن دیہاتوں میں بجلی کا نظام معطل ہو چکا ہے وہاں مومن بیان فراہم کی گئیں، پلاسٹک کی بالٹیاں اور کھانے پینے کے لیے برتن فراہم کیے گئے، جوں کے ڈبے، پچوں کے کھلونوں کپڑے اور جوتیاں، ان کے ساتھ ساتھ بے شمار گھروں کی جزوی اور کلی تعمیر کئی گئی ہے الحمد للہ، اب باقی امور کے ساتھ ان شاء اللہ مساجد اور مدارس کی تعمیر کا سلسلہ ابتدائی مرحل میں ہے یہ اعداد و شمار تادم تحریر ہیں اور یہ سلسلہ ان شاء اللہ آپ سب کی محبوتوں سے چلتا رہے گا۔

یہ کارگزاری ان بوریانشیں خدا مست لوگوں کے صرف ایک ادارے کی ہے جو تحدیث بنعت کے طور پر بیان کر دی گئی ہے اس سے اندازہ لگائیں کہ ملک کے طول و عرض پر پہلے ہزاروں مدارس اور ان سے وابستہ لاکھوں افراد کیسے اپنے سیالاب زدگان پاکستانیوں کے لیے جدوجہد کر رہے ہوں گے۔
اللہ تعالیٰ سب کی کاوشوں کو قبول فرمائے، ذخیرہ آخرت بنائے آمین ثم آمین۔

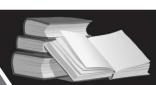
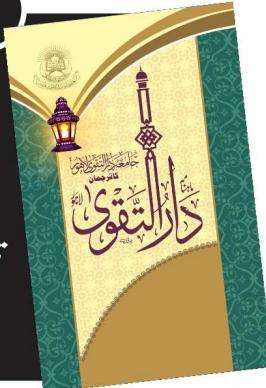
اس بزم جنوں کے دیوانے ہر راہ سے پہنچ یزدان تک
ہیں عام ہمارے افسانے دیوارِ چمن سے زندان تک
سو بار سنوارا ہے ہم نے اس ملک کے گیسوئے برہم کو
یہاں جنوں بتائیں گے کیا دیا ہے ہم نے عالم کو



ہر ماہ با تاعدگی سے شائع ہونے والا

ترتیبی، اصلاحی اور تبلیغی رسالت

تاہبر حضرات اپنے کاروبار اور مصنوعات کی
موثر تشهیر کے لئے ماہنامہ دارالتفوی کا انتخاب کریں



سوانح حضرت حاجی عبدالوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مرتب: مولانا ذوالکفل صاحب

استاذ جامعہ دارالتوقی

قطعہ نمبر: 27

مجد تبلیغ حضرت حاجی عبدالوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ساری زندگی جلد مسلسل سے عبارت ہے آپ نے اپنی حیات مستعار کی سات دہائیاں دین کی اشاعت اور تبلیغ کی محنت میں وقف کر دیں۔ حاجی صاحبؒ کی جدائی یقیناً ایک عظیم قوی ولی سماجی ہے اور یہ ایسا خلاہ ہے جو شاید کوئی پر نہ ہو سکے لیکن قدرت کے فیضوں کے آگے کون ٹھہر سکتا ہے، آخر سب کو جانا ہے اور جانے والے کبھی واپس نہیں آتے، ہاں ان کی حسین یادیں بھیشمہ ہماری زندگی کا حصہ بن جاتی ہیں۔

ان کے انتقال کے بعد یہ بات شدت سے محوس ہوئی کہ ان کی حقیقی احوال و واقعات مخفی ہو جائیں تاکہ ان کی سیرت و کردار کے درخشاں پہلوامت کے سامنے آسکیں اور ان کی زندگی کا مطالعہ کر کے لوگوں کو بھی اپنی زندگی کا رخ متعین کرنے میں مدد سکے۔ اسی مقصد کے پیش نظر جامعہ کے شعبہ نشر و اشاعت نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح حیات، دینی و تبلیغی خدمات، تقسیم ہند سے قبل اور بعد کے تبلیغی حالات و واقعات کو خوبصورت انداز میں مکجا کرنے کا بیڑہ اٹھایا اور مختصر عرصے میں تقریباً سات سو صفحات کی مختین کتاب تیار ہو گئی جو محمد اللہ چھپ کر مظہر عام پر آچکی ہے جس کی طباعت اول ہاتھوں ہاتھ بک گئی ہے اب اس کی طباعت ثانی پر کام جاری ہے قارئین کے فائدے اور دلچسپی کے لئے اسے ماہنامے میں قسط و ارشائی کیا گیا ہے۔ امید ہے قارئین اسے پسند فرمائیں گے۔

مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی پاکستان آمد

ایک دفعہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کراچی کے اندر ایک حکومتی اجلاس میں شرکت کے لیے پاکستان تشریف لائے۔ اس وقت پاکستان کا دارالخلافہ کراچی تھا اور حکومت پاکستان نے سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کو

دستور پاکستان مرتب کرنے کے لیے مدعو کیا ہوا تھا۔ ابھی پاکستان کا آئینہ نہیں بنا تھا۔ تو حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سوچا کہ ان سے کچھ بات ہو جائے اور ان کو اپنے کام کی کارگزاری سنائی جائے چنانچہ جب یہ آنے لگے تو حاجی صاحب نے مفتی زین العابدین صاحب اور بھائی بشیر صاحب کو تیار کیا کہ جس ڈبے میں سید صاحب تشریف فرما ہوں آپ دونوں ادھر بیٹھ جائیں چنانچہ جب گاڑی اسٹیشن پر آ کر رکی تو حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً معلوم کر لیا کہ سید صاحب کس ڈبے میں ہیں۔ یہ سکھروہڑی کا اسٹیشن تھا اور سید صاحب جس ڈبے میں موجود تھے وہ سینٹڈ کلاس کا ڈبہ تھا۔ حاجی صاحب نے فوراً دو ٹکٹیں سینٹڈ کلاس کی لیں اور یہ دونوں ٹکٹیں مفتی صاحب اور بھائی بشیر صاحب کو دے دیں اور انہیں سید صاحب کے ساتھ بٹھا دیا اور خود ایک تھڑی کلاس کی ٹکٹ لے کر ٹرین میں بیٹھے اور دعاوں میں مصروف ہو گئے اور یہ دونوں حضرات سارا راستہ سید صاحب سے بات کرتے رہے اور انہیں اپنے کام کی تفصیل اور کارگزاری سناتے رہے..... جب کراچی کا اسٹیشن آیا تو سید صاحب ٹرین سے اترے اور جو حکومتی ارکان سید صاحب کو موصول کرنے کے لیے اسٹیشن پر موجود تھے ان کی طرف توجہ کیے بغیر ان حضرات سے بات کرتے رہے پھر ان حضرات نے عرض کیا کہ اگر آپ کا کچھ وقت میسر ہو جائے..... تو سید صاحب نے فرمایا میں ان شاء اللہ اتوار کو حاضر ہوں گا۔ اس کے بعد حضرت سید صاحب تو اجلاس میں تشریف لے گئے اور ان دونوں حضرات نے حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ساری کارگزاری سنائی۔ سید صاحب کا جب تک کراچی میں قیام رہا برابر اتوار کو کمی مسجد آتے رہے۔ ہمارے حضرات بھی ان سے ملتے رہے۔ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی مشغولیت سے برابر مطلع رہتے جب تک سید صاحب آئین پاکستان مرتب کرنے میں حکومتی ارکان کے ساتھ مشغول رہے۔ حاجی صاحب ہمیشہ خبر لیتے رہے کہ اب کام کہاں تک پہنچا۔

پھر حاجی صاحب کو پتہ چلا کہ سید صاحب پریشان ہیں۔ پریشانی اس بات پر اگر اسمبلی میں کسی مسئلے میں اختلاف ہو تو آخری وحتمی فیصلہ کس کا ہوگا۔ علماء کا یا پارلیمنٹ کا۔ سید صاحب فرماتے تھے کہ علماء کا۔ سرکار کہتی تھی پارلیمنٹ کا۔ حاجی صاحب نے یہ بات ملک دین محمد صاحب کو بتا دی۔ ملک صاحب نے حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہہ دیں کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس کا کیا مطلب؟ تو ملک صاحب نے فرمایا بڑے لوگوں کے لیے اتنا کافی ہوتا ہے۔ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات آکر سید صاحب سے عرض کر دی تو سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس بات سے بہت خوش ہوئے کہ شکر ہے کوئی تو ہمارے ساتھ ہے۔

مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات

ایک دفعہ کراچی میں ایک جماعت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لیے ان کی خدمت میں

حاضر ہوئی۔ یہ رمضان کے دن تھے اور رمضان بھی گرمی کا تھا۔ حضرت مفتی صاحب نے خوب ڈالنا اور فرمایا کہ یہ تو اپنے آپ کو خود بخود مشقت میں ڈالنے والی بات ہے اور فرمایا جو اپنے کو مشقت میں خود ڈالتا ہے تو اللہ بھی اس وقت مشقت ہی میں رکھتے ہیں۔ یہ انہی ندوں کی بات ہے جب سید صاحب کراچی میں موجود تھے کچھ دن بعد ہی جماعت حضرت حاجی صاحب کے ہمراہ سید سلیمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اللہ کی شان مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی وہاں موجود تھے۔ حضرت سید صاحب نے دیکھتے ہی فرمایا: وہ وہ، وہ وہ ماشاء اللہ رمضان میں بھی کام ہو رہا ہے۔ غزوہ بدر رمضان میں ہوا۔ فتح مکہ رمضان میں ہوا۔ رمضان میں نبی علیہ السلام کے اسفار ہوئے اسی طرح سید صاحب نے رمضان میں ہونے والے کام گنوں اشروع کر دیے۔ جیسے ہی سید صاحب خاموش ہوئے تو مفتی صاحب اٹھے اور ساتھیوں کی پیشانی کا بوسہ لے لیا۔ حاجی صاحب فرماتے ہیں کہ یہ مفتی صاحب کا بڑا پن تھا کہ کچھ ہی دن پہلے تو جماعت کو ڈالنے پلائی تھی اور اب جب سید صاحب نے جماعت کی حوصلہ افزائی کو تو فوراً عمل کر کے اپنی پچھلی بات سے رجوع کر لیا۔

مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جماعت کو ترغیب

حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ جس علاقے میں کوئی پریشانی یا مصیبت آئی ہوتی تو وہاں جماعت بھیجتے۔ مولانا الیاس صاحب اور مولانا یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی معمول تھا چنانچہ بنگال میں طوفان آیا ہوا تھا تو حاجی صاحب نے ارادہ کیا کہ یہاں سے ایک جماعت بھیجی جائے، کوئی جماعت تیار نہیں ہو رہی تھی۔ حاجی صاحب مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف لے گئے اور عرض کیا کہ حضرت بنگال میں طوفان آیا ہوا ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ ایک جماعت وہاں بھیجی جائے لیکن جماعت تیار نہیں ہو رہی ہے آپ تھوڑی سی زحمت فرمائیں اور مجمع میں آکر ترغیبی بات چلا کیں تا کہ جماعت تیار ہو جائے۔ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”میں نے ایک حکومتی آدمی سے کئی ہفتوں سے وقت مانگ رکھا تھا میں نے اس سے ایک انتہائی اہم مسئلے پر بات کرنی تھی لیکن تمہارا یہ کام اتنا اونچا ہے کہ اس کے لیے میں کچھ بھی چھوڑ سکتا ہوں مگر میرے پاس سواری کا انتظام نہیں ہے۔ حاجی صاحب نے عرض کیا کہ سواری کا انتظام میں کروں گا۔ حاجی صاحب فرماتے ہیں بھلا میرے پاس کون سی سواری تھی میں ایک رکشہ لے کر مفتی صاحب کے پاس پہنچ گیا اور ان کو رکشہ میں بٹھا کر کمی مسجد لے آیا تو انہوں نے مجمع سے بات کی اللہ نے بنگال کے لیے جماعت بنادی۔“

مولانا عزیز گل صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات

مولانا عزیز گل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کبار علماء میں سے ہیں۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے خاص شاگردوں میں سے ہیں۔ یہ صاحب فراش تھے۔ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان سے ملاقات کے لیے گئے۔ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے مولانا طارق جبیل صاحب اور ان کے ساتھی مولوی اسحاق صاحب اور مولوی عبد الدود صاحب مرحوم، بھی اجازت حدیث کے لیے گئے تھے۔ جب حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان سے ملے تو عرض کیا کہ: حضرت ہمارے پچے آئے تھے..... مولانا عزیز گل صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ پچے تھے.....؟ پھر فرمایا کہ ان کو مختلف جگہوں پر ابتدائی تعلیم کے لیے بٹھاؤ۔ ابتدائی تعلیم مدارس سے ختم ہوتی جا رہی ہے۔ اور ان کو تجوہ بھی دیا کرو۔ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ تجوہ ہمارے ہاں نہیں ہوتی پھر حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ انہیں اپنی باتیں سنانے لگے۔ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بات کرتے کرتے ایک دم میرے دل میں خیال آیا کہ میں جب سے آیا ہوں خود ہی بولتا جا رہا ہوں حضرت کیا سوچیں گے جب سے بیٹھا ہے بولے ہی جا رہا ہے کوئی ادب و آداب کا خیال نہیں..... ابھی یہ خیال میرے دل میں آیا ہی تھا کہ مولانا نے فوراً فرمایا:

”ٹھہر جا میں چپ ہو گیا پھر فرمایا کہ میرے ساتھیوں نے ایک دن مجھ سے کہا کہ تجھے شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی فائدہ نہیں ہوئے کا..... میں حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا اور عرض کیا کہ میرے ساتھی کہتے ہیں کہ تجھے شیخ سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا کیونکہ تو تو بھی ادب کا لاحاظہ نہیں رکھتا..... اس پر حضرت شیخ نے فرمایا کہ:

”ادب و آداب تو محبت تک پہنچنے کے لیے ہوتے ہیں اور تجھے مجھ سے پہلے ہی سے محبت ہے“، مولانا عزیز گل صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات کہہ کر فرمایا کہ اب بات کرو۔“

یہ مونمن کی فرست ہے کہ حاجی صاحب کے دل میں بس خیال ہی آیا کہ کہیں بے ادبی نہ ہو رہی ہو مولانا نے فوراً اس کا ادراک کر کے اپنا واقعہ سناؤ لا اور حاجی صاحب کو اطمینان میں لے لیا اس کے بعد حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کھل کر بات کی۔ مولانا نے بیٹھ کر بولا یا اور کہا کہ کھانا بناؤ، بیٹھ نے کہا تبلیغ والے تو جب تک وقت نہ دو کھانا نہیں کھاتے۔ مولانا نے فرمایا کیسے نہیں کھاتے۔ بناؤ کھانا۔ حاجی صاحب تو کھانے کے لیے کبھی رکتے نہیں تھے۔ مولانا کے اس طرح برتاو سے کھانے کے لیے رک گئے اور جب واپسی کی اجازت چاہی تو مولانا عزیز گل صاحب نے فرمایا تیرنا م بہت سنا تھا۔ آج مل کر بڑی خوشی ہوئی اور پھر دروازے تک چھوڑنے آئے۔ حالانکہ اپنی بیماری کی وجہ سے زیادہ چلتے نہیں تھے۔ اس وقت مولانا سخا کوٹ میں رہتے تھے۔

آپ کے مسائل اور ان کا حل

دارالافتاء وتحقیق

آپ ﷺ کا تاریخ پیدائش و وصال اور آپ کا برتحڑے منانا

سوال:- ناراضگی معاف! یاد آیا کہ 12 ربیع الاول کے حوالے سے۔ کیا نبی کریم ﷺ کی ولادت شریف کی تاریخ مصدقہ ہے؟ اگر واقعی یہی ہے تو کیا ان کی برتحڑے منانی چاہیے؟ جیسا کہ آج کل اسکولوں میں ہمارے بچوں کو ٹھیک باتی ہیں کہ آج حضرت محمد ﷺ کی برتحڑے ہے۔ اور نبی کریم ﷺ کے وصال کا دن اور تاریخ کیا ہے؟ کیا وہ 12 ربیع الاول نہیں؟۔

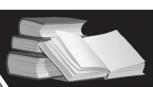
جواب:- ولادت کی تاریخ ہو یا وفات کی صرف ایک تاریخ دونوں ہی میں نہیں ہے اگرچہ ولادت میں ترجیح 9 ربیع الاول کو ہے اور وفات میں 12 ربیع الاول کو ہے۔ واللہ اعلم۔

رسول اللہ ﷺ کا یوم میلاد منانا جائز نہیں۔ سکولوں میں بھی منانا درست نہیں ہے۔ اگر سکول میں منع نہیں کر سکتے تو گھر میں بچوں کا ذہن بناتے رہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ نمبر: 6/52)

جشن عید میلاد النبی ﷺ کے بارے میں علمائے دیوبند کا عقیدہ

سوال:- جشن عید میلاد النبی کیا ہے؟ سورہ یونس آیت نمبر 58 کی عملی تفسیر ہے۔ تفصیلات

پڑھنے کے لیے مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی کتاب ”خطبات عید میلاد النبی ﷺ“، صفحہ 63 تا 65 پڑھیں۔ مزید تفصیلات جاننے کے لیے علامہ ابن تیمیہ کی کتاب ”انتقاء الصراط المستقیم“، صفحہ 404 تا



406 اور علمائے دیوبند کا متفقہ جواب ہے سہارن پوری کی کتاب ”المہند علی المفند“ صفحہ 60 ملاحظہ فرمائیں۔ درج بالا علماء کے نزد یک عید میلاد جائز ہے۔ مگر آج کے علماء اپنے پسند کے عقائد لوگوں پر ٹھونسنے چاہتے ہیں۔ آج دلیل کی بات ہے کسی میں ہمت نہیں کہ انکار کرے اور صرف اعتراض پر اکتفا کرے۔

یا ایک موبائل میسج ہے جو کہ ربع الاول کے مہینے میں اکثر لوگوں نے ایک دوسرے کو اور اکثر عام لوگوں کو جو کہ دیوبندی علماء سے عقیدت رکھتے ہیں بھیجا۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ جن کتابوں کا حوالہ دیا گیا ہے وہ واقعی علماء دیوبند کی لکھی ہوئی ہیں؟ ان میں محفوظ میلاد مننا، چندے مانگنا، گلیاں بازار سجانا، جلوس نکالنا اور نعرے وغیرہ لگانا، اس طرح کے اور جو کام ہیں جو کہ ربع الاول میں منائے جاتے ہیں ان کے متعلق علماء دیوبند نے کیا لکھا ہے؟ کیا ایسا کرنا جائز ہے؟۔

جواب : ”خطبات میلاد“ اور ”المہند علی المفند“ علمائے دیوبند کی کتابیں ہیں لیکن ان میں موجود محفوظ میلاد کو جائز نہیں کہا گیا۔ بلکہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے یہ خطبہ اصل میں محفوظ میلاد کی تردید کے لیے ہی کہا ہے۔

ملاحظہ ہو خطبات میلاد صفحہ 75 تا 90 اور یہی بات المہند علی المفند میں بھی کہی گئی ہے۔ ”اقضاء الصراط المستقیم“ علمائے دیوبند کی کتاب نہیں ہے اور اس میں ذکر کردہ صفحات پر ہمیں میلاد کے متعلق کوئی بات نہیں ملی اس لیے اس کی بابت کچھ نہیں کہہ سکتے۔

میلاد کے بارے میں علمائے دیوبند کے موقف کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا ذکر پسندیدہ اور مستحب ہے اور علمائے دیوبند ذکر ولادت کے منکرنہیں بلکہ ان ناجائز امور کے منکر ہیں جو اس کے ساتھ مل گئے ہیں مثلاً گلیاں بازار سجانا، گھروں میں بتیاں لگا کر اسراف کا مرتكب ہونا، مجالس میں مردوں عورتوں کا اختلاط وغیرہ۔ چنانچہ مولانا غلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ المہند علی المفند میں لکھتے ہیں:

”سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف کا ذکر صحیح روایات سے ان اوقات میں جو عبادات واجبہ سے خالی ہوں ان کیفیات سے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان اہل قرون ثلاثہ کے طریقے کے خلاف نہ ہوں۔

جن کے خیر ہونے کی شہادت حضرت محمد ﷺ نے دی ہے ان عقیدوں سے جو شرک و بدعut کے موہم نہ ہوں ان آداب کے ساتھ جو صحابہ رضی اللہ عنہم کی اس سیرت کے مخالف نہ ہوں جو کہ حضرت محمد ﷺ کے ارشاد مانا علیہ واصحابی کی مصدقہ ہے ان مجالس میں جو مکرات شرعیہ سے خالی ہوں سبب خیر و برکت ہے بشرطیکہ صدق نیت و اخلاص اور اس عقیدے سے کیا جاوے کہ یہ بھی مجملہ دیگر اذکار حسنہ کے ذکر حسن ہے کسی وقت کے ساتھ مخصوص نہیں۔ پس جب ایسا ہوگا تو ہمارے علم میں کوئی مسلمان بھی اس کے ناجائز یا بدعut ہونے کا حکم نہ دے گا۔۔۔ اخ

اس سے معلوم ہو گیا کہ ہم ولادت شریفہ کے منکرنہیں بلکہ ان ناجائز امور کے منکر ہیں جو اس کے ساتھ مل گئے ہیں جیسا کہ ہندوستان کے مولود کی مجلسوں میں آپ نے خود دیکھا ہے کہ واہیات موضوع روایات بیان ہوتی ہیں مردوں عورتوں کا اختلاط ہوتا ہے، چرانگوں کے روشن کرنے اور دوسرا آرائشوں میں فضول خرچی ہوتی ہے اور اس مجلس کو واجب سمجھ کر جو شامل نہ ہو اس پر طعن و تکفیر ہوتی ہے اس کے علاوہ اور منکرات شرعیہ ہیں جن سے شاید ہی کوئی مجلس میلاد خالی ہو پس اگر مجلس مولود منکرات سے خالی ہو تو حاشا کہ ہم یوں کہیں کہ ذکر ولادت شریفہ ناجائز اور بدعut ہے۔” (المہند علی المفتض: 65 تا 67)

اس سے معلوم ہوا کہ علمائے دیوبند کے نزدیک آپ ﷺ کی ولادت شریفہ کا تذکرہ جب کہ وہ ہر قسم کے منکرات اور غیر شرعی قیودات و رسومات سے خالی ہونا صرف جائز نہیں بلکہ مستحب ہے۔ لیکن جہاں منکرات ہوں اور اس مستحب کو لازم سمجھا جاتا ہو اس کے جواز کا کوئی بھی انصاف پسند عالم قائل نہیں ہو سکتا۔ اور چونکہ مروجہ محفوظ میں یہ سب باتیں ہوتی ہیں اس لیے وہ ناجائز اور بدعut ہے۔ اس لیے فتاویٰ دارالعلوم دیوبند میں لکھا ہے:

”وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَا يَجْعَلْ أَحَدًا كَمْ لِلشَّيْطَانِ
شَيْئًا مِّنْ صَلَاتِهِ يَرَى أَنَّهُ حَقًا عَلَيْهِ أَنْ لَا يَنْصُرَ فِي الْأَعْنَامِ يَمْبَينَهُ لِقَدْرِ أَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيرًا يَنْصُرُ فِي الْيَمَنِ“ (مشکوٰۃ)



قال الطیبی و فیه أَنَّ مِنْ أَصْرَ عَلَیْ أَمْرٍ مَنْدُوبٍ وَ جَعَلَهُ عَزْمًاً وَ لَمْ يَعْمَلْ
بِالرِّحْصَةِ فَقَدْ أَصَابَ مِنْهُ الشَّیطَانَ مِنَ الْإِضْلَالِ فَكَيْفَ مِنْ أَصْرَ عَلَیْ بَدْعَةٍ أَوْ مُنْكَرٍ.
(مرقات شرح مشکوٰۃ)

اس روایت میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور عبارت طبی رحمہ اللہ سے معلوم ہوا کہ امر مندوب پر بھی اصرار کرنا اور اس کا التزام مثل واجبات کے کرنا اتباع شیطان ہے پس مجلس میلاد مروجہ میں جو کچھ التزام قیام و روثنی زائد از حاجت و اجتماع فساق و امارة و اشعار و غزل خوانی و روایات غیر صحیح کے پڑھنے وغیرہ کا ہے یہ سب شرعاً فتح و منکر ہیں اور مرتبہ امور مذکورہ کے حسب تصریح بالاتجاع شیطان لعین کے ہیں۔ پس شرکت ایسی مجلس میں اور چندہ دینا اس میں درست نہیں ہے۔” (عزیز الفتاویٰ: 1/142) فقط و اللہ تعالیٰ اعلم (فتوى نمبر: 5/360)

نبی پاک ﷺ نور تھے یا بشر؟

سوال:- نبی پاک ﷺ کے نور بشر ہونے کے بارے میں میں نے کچھ مختلف عقائد سنے ہیں جنکی وجہ سے میں اضطراب میں پڑ گیا ہوں کہ ہمارے علمائے دیوبند کا اس بارے میں کیا عقیدہ ہے؟۔

1- آپ ﷺ کی پیدائش نور سے ہے اور نور اللہ پاک کے خزانوں میں سے ہے۔

2- آپ ﷺ کی پیدائش تراب سے ہے اور تراب جنت کی ہے۔

با وجود اس کے کہ آپ کا جواب ہی ہمارے لیے دلیل ہے اگر مہربانی فرماء کر دلیل بھی عرض کر دیں تو بندہ کو انتہائی اطمینان حاصل ہو۔

جواب:- نبی کریم ﷺ کی روح مبارکہ کی تخلیق نور سے ہے۔ آپ ﷺ کا جسم مبارک عام انسانوں کی طرح پیدا ہوا اور آپ بشر تھے۔ باقی جنت کی مٹی سے پیدائش کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

عن جابر بن عبد الله الانصارى قال قلت يا رسول الله بأبي أنت وأمي أخبرنى
عن أول شيء خلقه الله تعالى قبل الأشياء قال يا جابر إن الله خلق قبل الأشياء نور
نبيك من نوره فجعل ذلك النور يدور بالقدرة حيث شاء الله۔ (مصنف عبد الرزاق)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ مجھے یہ بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے دیگر اشیاء کی تخلیق سے پہلے کیا چیز پیدا کی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے جابر! اللہ نے دیگر اشیاء کی تخلیق سے پہلے اپنے (علم میں خزانہ) نور سے تیرے نبی (کی) روح اور دیگر تمام مخلوقات کی ارواح (مادہ ایک) نور پیدا کیا (اور وہ مادہ جس سے نبی اکرم کی روح مبارکہ کی تخلیق کی گئی اس مادہ میں مرکزہ کی حیثیت رکھتا تھا اس لیے پورے مادہ نور کی نسبت آپ کی طرف کی گئی) وہ (مادہ) نور اللہ کی قدرت سے جہاں اللہ نے چاہا گردش کرتا رہا۔ (مولیٰ حدیث)
 فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ نمبر: 2/117)



حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے سرورِ کونینؓ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ: ”(قیامت کے دن) صاحبِ قرآن سے کہا جائے گا کہ قرآن شریف پڑھتا جا اور جنت کے درجوں پر چڑھتا جا، اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسا کہ تو دنیا میں پڑھا کرتا تھا۔ بس! تیرا آخری درجہ و مرتبہ وہی ہے جہاں آخری آیت پر تو پہنچ۔“ (ترمذی) ملاعی قارئ فرماتے ہیں کہ ”یہاں صاحبِ قرآن سے مراد حافظ قرآن ہے۔“ طبرانی اور یہقی میں مذکور ہے کہ ”میری امت کے شرفاء اور باعزت لوگ حفاظ قرآن اور تہجد گزار ہیں۔“ منداد الفروع میں مذکور ہے: ”صاحبِ قرآن اسلام کا جھنڈا اٹھانے والا (سر بلند) کرنے والا ہے۔ جس نے اس کی تعظیم کی اس نے اللہ کی تعظیم کی اور جس نے اس کی توہین کی اس پر اللہ کی لعنت ہے۔“

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ: ”جو لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر لیجنی مسجد میں کتاب اللہ کی تلاوت اور باہم اس کے سکھنے کے لیے جمع ہوتے ہیں تو ان پر خصوصی تسلیم اترتی ہے، رحمتِ الہی انہیں ڈھانپ لیتی ہے، فرشتے انہیں گھرے میں لے لیتے ہیں اور اللہ جل شانہ اپنے مقرب فرشتوں میں ان کا تذکرہ فرماتے ہیں۔“ (صحیح مسلم)





امیر اللہ آپ حضرات کی بھرپور عاذل اور پر خلوص تقدیم کی بدولت پڑھی میں کیم جون بر فرد بھ کو ایک عظیم الشان دارالقرآن کا نگنگ بنیاد رکھ دیا گیا ہے جہاں مشرب شعبہ حفظہ کا سعی بنیاد پر تنظیم ہو گا۔ اداہا اس ثقہت پر اللہ تعالیٰ کا شکر کر زار ہے اور آپ حضرات سے مزید عاذل اور تقدیم کا طلب گارہ ہے

دارالقرآن

MODELQ ARCHITECTS & INTERIOR DESIGNERS

گاشن راوی برائج
کاؤنٹ ٹائل: ۱۵۹
برائج نمبر: ۱001820660001
DARUL TAQWA TRUST
MIB



بَاحْسَكَه دَارُ التَّقْوَى

کے زیر اہتمام سینکڑوں بچے ہر سال سینے میں قرآن اور علوم قرآن، حدیث اور علوم حدیث محفوظ کیے جامد سے فارغ ہو کر پوری دنیا میں اشاعت دین کا سبب بن رہے ہیں، لیکن آپ ان کے معافون بن کر اپنے لیے اور اپنے بیاروں کے لیے صدقہ جاریہ کا سلسلہ چاہتے ہیں تو پھر دیکھ بات کی آگے بڑھیں اور ایک یا ایک سے زائد طلباء و طالبات کی کفالت کر کے اس سنہری موقع سے فائدہ اٹھائیں

کفالت پروگرام

(نی طالب علم)

شعبہ کتب (طالبات)

ماہانہ

رہائشی	5500
غیر رہائشی	4500

سالانہ

رہائشی	66000
غیر رہائشی	54000

شعبہ حفظ

ماہانہ

رہائشی	4000
غیر رہائشی	3000

سالانہ

رہائشی	48000
غیر رہائشی	36000

غیر رہائشی
5000

دار التقى
بواز سکول



+92-3-222-333-224



www.darultaqwa.org



/jamiadarultaqwa



Mufti Online



+92-300-4113082



ifta4u@yahoo.com

